قرآن میں تذکرہ آلِ اطہار علیہم السلام

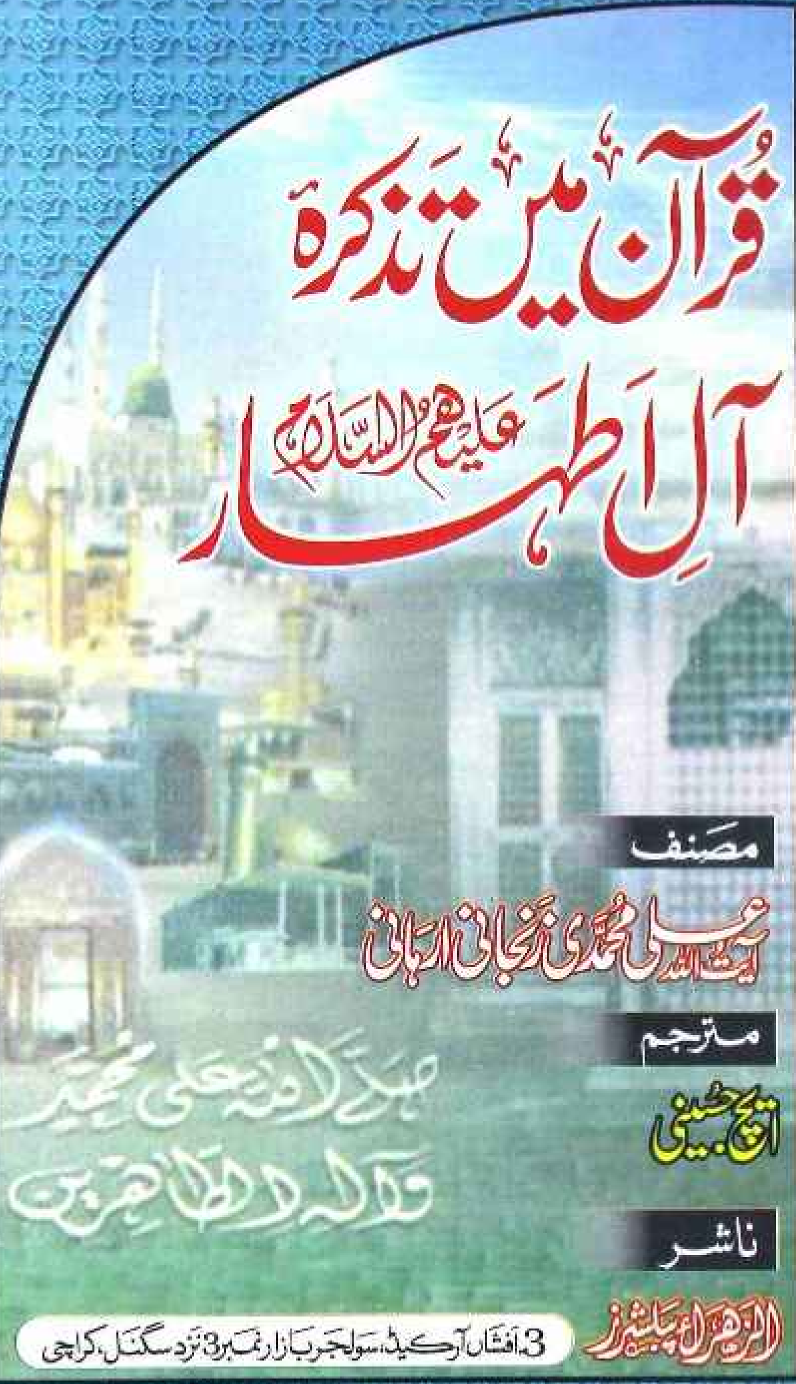

مصنف
آیت اللہ علی محمدی زنجانی ارہانی

مترجم
ایچ حسینی

ناشر
الزہرا پبلشرز
3 افشاں آرکیڈ، سولجر بازار نمبر 3 نزد سگنل، کراچی

قرآن میں تذکرہِ آلِ اطہار علیہم السلام

مصنف

آیت اللہ علی محمدی زنجانی ارھانی

مترجم

ایچ حسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆

کتاب کا نام : قرآن میں تذکرہ آل اطہار علیہم السلام

مصنف : آیت اللہ علی محمدی زنجانی ارھانی

مترجم : ایچ حسینی

کمپوزنگ : فیضی

ناشر اینڈ اسٹاکسٹ:

الزہراء پبلشرز

۳ افشاں آرکیڈ، سولجر بازار نمبر ۳، نزد سگنل کراچی

Ph. # : 021-2242474

فہرستِ موضوعات

۱۔ مقدمہ ۷

۲۔ قرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسئولیت کا ذکر ۱۰

۳۔ قرآن میں صاحبانِ ایمان سے اللہ کا وعدہ ۱۴

۴۔ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کی دُعاء ۱۹

۵۔ خلقتِ عیسیٰؑ خلقتِ آدمؑ کی مانند کیوں کر ہے؟.......... ۲۰

۶۔ قرآن میں وقتِ معلوم سے مراد کون سا زمانہ ہے؟......... ۲۲

۷۔ قرآن میں عہدِ خدا اور صراطِ مستقیم سے کیا مُراد ہے؟....... ۲۳

۸۔ قرآن میں خلیفہ کا ذکر ۲۵

۹۔ خلیفہ کا انتخاب کس کے ذمہ ہے؟........................ ۲۸

۱۰۔ پہلا مسلم کن میں سے ہے؟............................ ۳۱

۱۱۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوقتِ بعثت مومن کون؟.......... ۳۳

۱۲۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا ولایتِ حقّہ کو ثابت کرنا......... ۳۵

۱۳۔ قرآن میں کن مومنین پر خدا نے احسان کا ذکر کیا ہے؟... ۳۷

۱۴۔ قرآن میں عہد و میثاق سے کیا مُراد ہے؟................. ۴۱

۱۵۔ قرآن میں نامِ علی علیہ السلام ذکر ہونے کے بارے میں اقوال..... ۴۳

۱۶۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصی کے بارے میں وحی کا ہونا ۴۵

۱۷۔ قرآن اور روایات میں نامِ علی علیہ السلام کا ذکر ۵۳

۱۸۔ قرآن میں علی و اولادِ علی علیہم السلام کے فضائل ۵۷

۱۹۔ منافقین کا نقضِ عہد کرنا ۶۲

۲۰۔ خطبۂ غدیر کے جملات ۶۴

۲۱۔ داستان ۶۵

۲۲۔ چند نکات ۶۶

۲۳۔ ولایتِ علی علیہ السلام کی اہمیت ۶۸

۲۴۔ قرآن اور محمد وآل محمد علیہم السلام اُمت کے رہنما ہیں ۷۳

۲۵۔ قرآن میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ذکر ۷۶

۲۶۔ اوصیاءِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایاتِ اہلسنت ۷۷

۲۷۔ قرآن میں نعمتِ خدا سے مُراد کون؟ ۷۹

۲۸۔ فراری غلام کا سرانجام ۸۲

۲۹۔ شفاعت کرنے والے کیلئے زندہ و مردہ کا مسئلہ نہیں ۸۴

۳۰۔ اللہ کی بارگاہ میں مستجاب الدعوات کون ہیں؟ ۸۸

۳۱۔ خدا کا منافقین کو مچھروں کی مثال سے تعبیر کرنا 91

۳۲۔ ''قل انّ صلاتی'' میں صلاۃ سے مراد کون؟............ ۹۳
۳۳۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میٹھی باتیں کرنے والے سخت دشمن ۹۴
۳۴۔ بارگاہِ الٰہی میں صف لگانے اور تسبیح کرنے والے کون؟.... ۹۶
۳۵۔ محمد وآل محمد علیہم السلام کا انتقام لینے والا کون؟............ ۹۸
۳۶۔ امامِ زمان علیہ السلام میں بعض انبیاء کی سنتیں............ ۱۰۰
۳۷۔ امامِ زمان علیہ السلام کی چند خاص علامات............ ۱۰۱
۳۸۔ امامِ زمان علیہ السلام کے چند اسماء مُبارک ۱۰۴
۳۹۔ امامِ زمان علیہ السلام کے وظائف............ ۱۰۶
۴۰۔ قرآن کا امام زمان علیہ السلام کے بارے میں خوشخبریاں سُنانا......... ۱۰۸
۴۱۔ صاحب المیزان کے خلیفہ خُدا کے نظریہ پر اعتراض ۱۱۰
۴۲۔ شیخ ممتاز بن عبداللہ کے پہلے شبھہ کا جواب ۱۱۵
۴۳۔ مظلومیت حضرت زہرا علیہا السلام پر روایات............ ۱۲۰
۴۴۔ اللہ کو کیسے پکارا جائے اور نعمتِ خدا سے کیا مُراد ہے؟..... ۱۲۴
۴۵۔ شیخ ممتاز بن عبداللہ کے دوسرے شبھہ کا جواب ۱۳۰
۴۶۔ سید حسن امین کے شبھہ کا جواب ۱۳۴
۴۷۔ امام زمان علیہ السلام میں پانچ انبیاء کی نشانیاں............ ۱۳۸
۴۸۔ امام زمان علیہ السلام کی بعض علامات ۱۳۹

۴۹۔ قرآن میں حضرت علی علیہ السلام کے طرف اشارے............ ۱۴۳
۵۰۔ کیا اسلام میں خواتین کے لئے بھی میراث ہے؟ ۱۴۸

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ سِيَّمَا الْخَلَفِ الْهَادِيِّ الْمَهْدِيِّ حُجَّتِكَ عَلٰى عِبَادِكَ وَاُمَنَائِكَ فِيْ بِلَادِكَ صَلَاةً كَثِيْرَةً ،اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى وَلِيِّ اَمْرِكَ الْقَائِمِ الْمُؤَمَّلِ وَالْعَدْلِ الْمُنْتَظَرِ وَحُفَّهُ مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ،اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ الدَّاعِيَ اِلٰى كِتَابِكَ وَالْقَائِمَ بِدِيْنِكَ اِسْتَخْلِفْهُ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهٖ مَكِّنْ لَهٗ دِيْنَكَ الَّذِي ارْتَضَيْتَهٗ لَهٗ اَبْدِلْهُ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهٖ اَمْنًا يَعْبُدُكَ لَا يُشْرِكُ بِكَ شَيْئًا ،اَللّٰهُمَّ اَعِزَّهٗ بِهٖ اُنْصُرْهُ وَانْتَصِرْ بِهٖ وَانْصُرْهُ نَصْرًا عَزِيْزًا وَافْتَحْ لَهٗ فَتْحًا يَسِيْرًا ،وَاجْعَلْ لَهٗ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيْرًا ، اَللّٰهُمَّ اَظْهِرْ بِهٖ دِيْنَكَ وَسُنَّةَ نَبِيِّكَ حَتّٰى لَا يَسْتَخْفِيْ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ اَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَالْعَنْ اَعْدَائَهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمام حمد وثناء عالمین کے پروردگار کے لئے اور لاکھوں اور درود وسلام ہوں محمد اور ان کے آل اطہارؑ پر خصوصا خدا کی آخری حجت اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وصی منتقم آل رسول پر جو ظہور فرما کر احکام خدا کو زمین خدا پر جاری وساری کریں گے جو محمد وآل محمد علیہم السلام اور کائنات کے تمام مظلوموں کا انتقام لیں گے اور ظلم وجور وفسق وفجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

اور خدا اور رسول کی لعنت ہو فضائل محمد وآل محمد علیہم السلام کے انکار کرنے والوں پر اور حق پر پردہ ڈال کر باطل کی تبلیغ کرنے والوں پر جو روز بروز نئے شبہات اور اشکالات بنا سنوا کر مسلمان جوانوں کے سامنے پیشکر کے اپنے عمل سے اپنے لئے جہنم کو مہیا کر رہے ہیں بلکہ دوسروں کو خراب کرنے کے نتیجے میں اپنے لئے عذاب جہنم کو مہیا روز بروز بڑھوار ہے ہیں۔

ہم اس امید کے ساتھ اس کتاب کو لکھ رہے ہیں تا کہ اس سے شبہات دور ہو سکیں اور حقائق روشن ہو سکیں آخر میں ہماری دعا ہے کہ جو لوگ محمد وآل محمد علیہم السلام کی معرفت نہیں رکھتے انہیں ان کی حقیقی معرفت اور ان کی سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا ہو۔

تا کہ یہ کائنات جن کے صدقہ میں خلق کی گئی ہے انہیں کی محبت اور ان کے دشمنوں کی عداوت پر خاتمہ ہو۔

والسلام

الاحقر الفانی

علی محمدی زنجانی ارھانی

ترجمہ وتصحیح: ایچ حسینی

قرآن میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسوٴلیت کا ذکر

آیت: ''قُلْ اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَاحُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ'' ۔[1]

ترجمہ: ''اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کرو گے تو رسولؐ پر وہ ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ رکھی گئی ہے اور تم پر وہ مسوٴلیت ہے جو تمہارے ذمہ میں رکھی گئی ہے اور اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاوٴ گے اور رسول کے ذمہ واضح تبلیغ کے سواء اور کچھ نہیں ہے۔

گویا آیت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری قرآن اور اپنے اھلبیتؑ کو پہنچوانا ہے جیسا کہ اس بات کی تصدیق حدیث ثقلین جو کہ طرفین (یعنی شیعہ وسنی) کی کتب میں تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے اس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ الْبَیْتِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَداً''[2]

---

(۱)۔ سورہ نور، آیہ ۵۴ (۲)۔ حدیث ثقلین ینابیع المودة ص۱۱۹

لہذا معلوم ہوا قرآن اور اهلبیتؑ کی معرفت کرانا اور حفاظت کرنا رسول کی ذمہ داری ہے اور خود رسول خداؐ نے بھی قرآن اور اهلبیتؑ کے چاہنے اور ان کے فرامین پر عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دی ہے اور قرآن و اهلبیت سے دشمنی رکھنے والوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا ہے، کیونکہ ظاہری بات ہے کہ جب اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی تو اس کے بعد قرآن و اهلبیت کی تعلیمات لوگوں کے قلوب پر اثر انداز ہوں گی۔ لہذا ایسی صورت میں (ان تطیعوہ) کی ضمیر (ہ) وظیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور جنہوں نے اس ضمیر کو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹایا ہے ان سے غلطی ہوئی ہے۔

کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ کوثر کے ذریعے دالداری دی گئی کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔ خدا نے آپ کو کوثر جیسی نعمت (یعنی فاطمہ الزہرا علیہا السلام) عطا کی ہے اور ''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا'' والی آیت میں ایمان کفر کے متقابل میں مراد نہیں ہے بلکہ یہاں ایمان خوف کے مقابل میں مراد ہے جس کے

بہترین مصداق حضرت علی علیہ السلام ہیں جس طرح ''وَآمَنَھُمْ مِنْ خَوْفٍ'' میں بھی مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں جن کے ذریعہ خوف پیغمبر کا دور ہوا اور لوگوں کو بھی حضرت کے ذریعے سکون واطمینان وامن وامان حاصل ہوا اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے بعد سلسلہ وار ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بابرکت وجود کے سبب

لوگوں کو امن وامان حاصل ہوا اور آج بھی جو ظلم وجور سے بھری دنیاء میں جو امن وامان اور سکون واطمینان کائنات کو حاصل ہے وہ وقت کے امام کی بناپر ہے کیونکہ کائنات کبھی بھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے جیسا کہ تفسیر مجمع البیان میں تفسیر عیاشی کے حوالے سے امام علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "هُمْ وَاللّٰهِ شِيْعَتُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ يَفْعَلُ اللّٰهُ ذٰلِکَ بِهِمْ عَلٰى يَدِیْ رَجُلٍ مِنَّا وَهُوَ مَهْدِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ ارشاد موجود ہے "لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَاْتِیَ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِیْ اِسْمُهُ اِسْمِیْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلاً وَقِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً"

یعنی اگر دنیا کا ایک دن کے علاوہ باقی نہیں رہ جائے گا تو خدا اسے اتنا طولانی کرے گا کہ میری عترت سے میرا ہم نام ایک شخص اٹھے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

تحلیل: جس طرح عالم اسلام میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے خوف کو دور کرنے والی پہلی شخصیت حضرت علی علیہ السلام ہیں اسی طرح آخری زمانے سے خوف وہراس کو دور کرنے والے امام آخرالزمان علیہ السلام ہیں جو بوقت ظہور لوگوں میں موجود خوف وہراس کو سکون واطمینان سے بدل دیں

گے۔ کیونکہ آپ عدل وانصاف کو قائم کریں گے لہذا ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ اور مظلوموں کو ان کے حقوق دلوائیں گے کیونکہ امام زمان (عج) کی حکومت اس وقت پوری دنیا پر ہوگی۔ اس مذکورہ مطلب پر سورہ نساء کی آیہ بھی دلالت کر رہی ہے۔ "اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"[1]

یعنی اللہ کی اطاعت کرو اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ لہذا اولی الامر سے مراد اوصیاء پیغمبر علیہم السلام ہیں۔

اور ظاہری بات ہے کہ جب قرآن نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے تو اب یہ لوگوں کا وظیفہ ہے کہ وہ رسول کی طرف رجوع کریں۔ نہ کہ یہ رسول کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک ایک شخص کو جا کر ہدایت کرے کیونکہ خدا نے لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کے ساتھ ساتھ اپنے رسول کی اطاعت کی طرف بھی لوگوں کو بلایا بلکہ تا قیامت لوگوں کی ہدایت کا بندوبست کرتے ہوئے "اولی الامر" یعنی اوصیاء نبی کی اطاعت کو بھی واجب کر دیا کہ اب اگر ہدایت چاہتے ہو تو تمہیں ان کے دروں پر جھکنا ہوگا ورنہ ہدایت نہیں مل سکتی جیسا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: اے علی تمہاری مثال کعبہ کی سی ہے کہ لوگ کعبہ کے گرد

---

(۱)۔ (سورہ نساء آیہ ۵۹)

آ کر طواف کرتے ہیں کعبہ لوگوں کے گرد طواف نہیں کرتا ہے۔ یہ وہ وعدہ ہے جو خدا انجام کو پہنچا کر کے رہے گا اس شخص کے ہاتھوں جو اس امت کا مھدیؑ ہے۔

قرآن میں صاحبان ایمان سے اللہ کا وعدہ

آیت: ''وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَااسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضیٰ لَهُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّ هُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنـاًیَعْبُدُوْنَنِی لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئاً وَمَنْ کَفَرَبَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ''[1]

یعنی اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان وعمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین پر اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اوران کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قراردیا ہے اوران کے خوف کوامن سے بدل دے گا تا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں اورکسی طرح شرک نہ کریں اوراگر اس کے بعد بھی کوئی کافرہو جائے تو حقیقت میں ایسے لوگ فاسق اور بدکردار ہیں۔ اس آیت میں لفظ (ذلک) سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱)۔سورہ نور آیہ ۵۵۔

کی طرف اشارہ ہے کہ جو ان کی طرف سے پہنچائی ہوئی تعلیمات کے باوجود ان کا منکر ہوا وہ فاسق ہے گویا کہ وہ اب اطاعتِ خدا سے بھی نکل گیا کیونکہ اس نے رسول کی اطاعت کا انکار کیا اور ایسا شخص جہنمی ہے کیونکہ نہ یہ کہ زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافقین پیغمبرؐ کے مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ بلکہ کئی دفعہ پیغمبرؐ کو قتل کرنے کی سازشیں بھی کیں جو ناکام ہوئیں۔

دوسری طرف ہم عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اطاعت پیغمبر کا ایسا نمونہ ملاحظہ کرتے ہیں جس کی مثال دوسرے اصحابِ پیغمبر کی زندگیوں میں ہمیں نہیں ملتی جس کا ذکر تفسیر نور الثقلین و تفسیر عیاشی میں بھی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی شادی کے وقت یہ نصیحت کی تھی کہ اے فاطمہ گھر کے اندر کے کام تمہارے ذمہ اور باہر کے کام علی کے ذمہ ہیں اور یاد رکھو علی سے کبھی بھی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرنا کہ جسے وہ پورا نہ کر سکے، ایک دفعہ حضرت علیؑ کہیں مسافرت سے واپس لوٹے تو حضرت زہراءؑ سے پوچھا کیا کچھ کھانے کو ہے بی بی نے فرمایا: ''خدا کی قسم تین دن سے ہمارے یہاں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے''۔

حضرت یہ سن کر باہر نکلے کسی سے ایک دینار قرض لیا اور آگے بڑھے

تو دیکھا کہ مقداد ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں پوچھا اے مقداد اس گرمی کے وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اپنے اور بیوی بچوں کی بھوک و پیاس نے اس وقت گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ حضرت نے وہ قرض لیا ہوا دینار مقداد کو دیتے ہوئے کہا یہ لو اس سے اپنے اور بیوی بچوں کے لئے غذاء کا بندوبست کرو، اسی طرح خالی ہاتھ علیؑ جب گھر کو لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اور فاطمہؑ مصلے پر نماز میں مشغول ہیں ان کے پاس مصلے کے قریب ایک غذا کا خوان ڈھکا رکھا ہے جب نماز سے فارغ ہوئیں تو اسے پیغمبرؐ کے قریب کیا۔ پیغمبرؐ نے جو کھولا تو دیکھا کہ اس میں گرم گرم روٹیاں اور گوشت کا سالن ہے حضرت علیؑ نے پوچھا فاطمہ یہ کہاں سے آیا تو انہوں نے جواب دیا:

اس خدا کے پاس سے جو کسی کو روزی دینا چاہتا ہے تو بغیر حساب کے دیتا ہے تو پیغمبرؐ نے فرمایا۔ اے علی و فاطمہ تم لوگوں کی یہ مثال زکریا نبی اور مریم کی ہی سی مثال ہے جب بھی ذکریا مریم کی عبادت گاہ میں ان کے پاس جاتے تو ان کے پاس بہشتی غذائیں ملاحظہ کرتے اور جب ان سے پوچھتے کہ یہ غذا کہاں سے آئی تو وہ جواب دیتیں کہ خدا کے پاس سے اور خدا جسے چاہے بغیر حساب کے روزی دیتا ہے، پھر پیغمبر و علیؑ و فاطمہؑ نے ایک مہینہ تک اس خوانِ بہشتی

سے کھایا اور وہ برتن اب تک ہمارے آخری قائم آل محمدؑ کے پاس موجود ہے۔

کتاب وافی میں اکمال الدین سے نقل ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے جب حضرت زہراءؑ کے گھر امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو فرمایا:

''من الهادی علیؑ، والمهدی حسنؑ الناصر حسینؑ، المنصور علی ابن الحسینؑ، الشفاع محمد بن علیؑ، النفاع جعفر بن محمدؑ، الامین موسیٰ بن جعفر، الرضا علی بن موسیٰ، الفعال محمد بن علی، المؤتمن علی بن محمدؑ، العلام حسن بن علیؑ''

اور پھر فرمایا: یہ آخری وہ ہے جس کی اقتداء میں حضرت عیسیٰؑ آکر کے نماز پڑھیں گے۔

کسی نے پیغمبر اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول اس اللہ کی آخری حجت کے ظہور کی علامات کیا ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب ان کا وقت ظہور ہوگا تو خدا ان کے پاس غلاف میں موجود تلوار کو گویائی عطا کرے گا وہ بولے گی اے ولی خدا اب وقتِ ظہور ہے آپ خروج کریں تا کہ میں دشمنانِ خدا کوفی النار کروں۔ لہذا امام زمانہ (عج) ظہور فرما کر احکام وحدودِ الٰہی کو جاری کریں گے اور جبریلؑ ان کے دائیں جانب اور میکائیلؑ ان کے بائیں جانب

شعیبؑ وصالحؑ نبی بھی ان کے ہمراہ ہوں گے، خدا کی قسم جو لوگ میرے قائم کے ہاتھوں پر رکن ومقام کے درمیان پہنچ کر بیعت کریں گے میں ان کے نام ان کی ولدیت کے ساتھ جانتا ہوں۔ عبدالرحمٰن بن سلیط امام حسین بن علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

بارواں امام مہدی (عج) ہم میں سے جو زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرے گا اور دین حقہ کو تمام ادیان پر اس وقت فوقیت حاصل ہوگی اگرچہ مشرکین اس بات سے کراہیت ہی کیوں نہ کریں، اور خدا کی اس آخری حجت کو ایسی غیبت حاصل ہوگی کہ اس میں کچھ قومیں گمراہ ہو جائیں گی اور کچھ قومیں اپنے دین پر ثابت قدم رہیں گی لہٰذا انہیں ظہور امام کی خوشخبری دی جائے گی لہٰذا جو بھی اپنے امام کی غیبت کے زمانے میں اپنے عقیدہ پر باقی رہتے ہوئے صبر وتحمل سے دشمنوں کی اذیتوں کو سہتا ہے وہ گویا ایسا ہے کہ پیغمبرؐ کے حضور میں اس نے جہاد کیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے کسی نے علائم ظہور کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جب سفیانی خروج کرے اور شام فلسطین وحماص وادرن وغیرہ پر قبضہ کرلے تو سمجھ جانا کہ ظہور کا زمانہ نزدیک ہے۔

قرآن میں حضرت ابرہیمؑ کی دُعاء

آیت: ''وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ آمِناً وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْراً مِنَ النَّاسِ ،فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌرَّحِیْمٌ''[1]

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا کہ پروردگار اس شہر کو محفوظ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے تو اب جو تیری اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو تیری معصیت کرے گا اس کے لئے تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

لہٰذا اتباع ابراہیمؑ اس میں ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے علاوہ ہر خدا کا انکار کیا جائے اور اپنے عقیدہ وحدانیت میں خالص ہوجایا جائے اورصرف اللہ کیلئے عبادت بجالائی جائے۔

اور دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہوا: ''قل صدق الله فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفاً وما كان من المشركين''[1]

اے پیغمبرؐ کہہ دو کہ اللہ نے سچ کہا ہے لہٰذا تم لوگ دین کی پیروی کرو

---

(۱)۔ سورہ ابراہیم آیہ ۳۶،۳۵۔

حضرت ابراہیمؑ کے حنیف ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ انہوں نے امامت کو اہلبیت پیغمبر اسلامؐ میں قرار دینے کی دعا کی تھی جیسا کہ ایک مقام پر ابراہیمؑ و اسماعیلؑ یوں دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں: ''وابعث فیھم رسولاً من انفسھم ''یعنی اے اللہ امتِ مسلمہ میں ایک رسول کو مبعوث فرما جو خود ان میں سے ہو۔

خلقتِ عیسیٰؑ خلقتِ آدمؑ کی مانند کیونکر ہے؟

آیت: ''اِنَّ مَثَلَ عِیسیٰ کَمَثَلِ ءادمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرابٍ ثُمَّ قالَ لَهُ کُنْ فَیَکُونْ ''(۲) ترجمہ: ''بے شک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے جسے خدا نے مٹی سے خلق کیا پھر اسے حکم دیا کہ ہو جا تو وہ ہو گئی''۔ کیونکر خلقتِ عیسیٰؑ خلقتِ آدمؑ کی مانند ہے؟ جواب: خداوند عالم نے گویا اس سوال کا جواب یوں دیا کہ: ''والذین آمنوا واتبعتم ذریتھم بایمانٍ الحقنابِھِمْ ذُریتھم'' (۳)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں اتباع کیا تو ہم ان کی ذُرّیت کو بھی انہیں سے ملا دیں گے۔

تحلیل: اس آیت میں ''اتباع'' ایمان سے شباہت کے معنی میں ہے کیونکہ اس سے پہلے خدا نے ''والذین آمنوا'' فرمایا ہے، لہٰذا اگرچہ آدمؑ بغیر

---

(۱)۔ سورہ آل عمران آیہ ۹۵ (۲)۔ سورہ آل عمران آیہ ۵۹ (۳) سورہ طور آیہ ۲۱

ماں باپ کے خلق ہوئے اور عیسیٰ صرف بغیر باپ کے خلق ہوئے بغیر ایمان کے ذکر کئے ذرّیت کو اجداد سے متصل ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر نورالثقلین میں تفسیر قمی سے امام حسن بن علیؑ سے ایک طویل حدیث نقل ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کی آسمان کی طرف جاتے ہوئے ۳۳ سال عمر کا ذکر ہے اور جب عیسیٰؑ بن مریم زمین پر آئیں گے تو دجّال کو واصل جہنم کریں گے اس آیت:

''وان من اهل الكتاب اِلّا ليؤمننّ به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً''[1] کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب عیسیٰؑ ابن مریم آسمان سے زمین پر آئیں گے تو تمام لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے اور پھر خود عیسیٰ امام مہدی (عج) کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔'' لئلاّ یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل ''[1] یعنی'' تا کہ لوگوں کی خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔''

ابن مغیرہ امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو قریش کے ۵۰۰ افراد کو زندہ کر کے ان کی گردنیں کاٹیں گے اور یہ کام چھ دفعہ تک انجام دیں گے۔

---

(۱)۔ سورہ نساء آیہ ۱۵۹

قرآن میں وقتِ معلوم سے مراد کون سا زمانہ ہے؟

آیت: ''اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ... اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ''۲؎ یعنی شیطان نے کہا کہ مجھے اٹھائے جانے والے دن تک مہلت دیدے تو خدا نے اس سے کہا کہ تو وقتِ معلوم تک انتظار کرنے والوں میں سے ہے یعنی مہلت دے دی گئی۔

اس آیت کی تفسیر میں اسحاق بن عمار امام جعفر صادقؑ سے سوال کرتے ہیں کہ فرزند رسول آیت میں ''یوم یبعثون'' اور ''وقت المعلوم'' سے مراد کون سا دن ہے؟ امام نے جواب میں ارشاد فرمایا: اس دن سے مراد وہ دن جس دن ہمارا قائم مبعوث ہوگا اور وہ مسجد کوفہ میں آئیں گے اس وقت شیطان حضرت کے سامنے آ کر کہے گا افسوس مجھ پر اس دن کے بارے میں پھر قائم آل محمدؑ اُٹھ کر اس کے سر کے بالوں کے ذریعے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیں گے لہذا وقتِ معلوم سے مراد وہ وقت ہے۔

---

(۱)۔ سورہ نساء آیہ ۱۶۵ (۲)۔ سورہ اعراف آیہ ۱۴

قرآن میں عہد خدا اور صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟

آیت: ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ .....وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ''[1]

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حرام کیا ہے۔ اور عہد خدا کو پورا کرو جس کی خدا نے تمہیں وصیت کی ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو اور بتایا ہے کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو اور متفرق راستوں کی پیروی نہ کرو، کیوں کہ اگر ایسا کیا تو اس کے سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے، خدا اس کی تمہیں وصیت کرتا ہے تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو۔''

عہد خدا سے مراد اس آیت میں وہی عہد ہے جب خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا ان ارواح طیبہ وانوار قدسیہ کی عظمت کے نتیجہ میں آدمؑ کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ملعون کہلایا لہٰذا غدیر کے میدان میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع عام میں سب سے علیؑ کی خلافت اور

(۱)۔ سورہ انعام آیہ ۱۵۱۔۱۵۳

ان کے گیارہ فرزندوں کی وصایت کا اقرار لیا جو نسل فاطمہ الزہرا ء سے آنے والے تھے، کیونکہ یہ اعلان ولایت وخلافت بحکم خدا تھا اسی لیے اس ولایت وخلافت کا انکار کرنے والا اس وقت کا انسانی شکل میں شیطان حارث فہری ہلاک ہوا اور تا قیامت خلافت ، ولایت علی واولادِ علی کے انکار کرنے والوں کے لئے سند دے دی کہ جو بھی اس ولایت وخلافت کا انکار کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور اس ولایت وخلافت کا اقرار کرنے والا نجات پائے گا ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ولایت وخلافت علی واولادِ علی ایسی مہم تھی کہ اس کے انجام دیئے بغیر کارِ رسالتؐ کو ناقص قرار دیا ہے اور اسکے اعلان کے بعد فرمایا:

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا''

یعنی: آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو تکمیل کیا اور نعمتوں کو تمام کیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا۔ گویا خدا کی نگاہ میں خلافت وولایت علیؑ اتنی اہم اور عظیم تھی کہ اس کے اعلان کے بغیر نہ دین کامل تھا نہ نعمتیں تکمیل تھیں اور نہ ایسے دین سے خدا راضی تھا جس میں ولایتِ علیؑ نہ ہو آخر میں نتیجہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' وَمَنْ یَّأْتِہٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَاُولٰئِکَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی ''یعنی: جو بھی اعمال صالح بجالاتا ہوا مومن لوٹا تو اس کے لئے بہشت میں بلند درجات ہیں۔

قرآن میں خلیفہ خدا کا ذکر

آیت: ''اِنّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً''(۱) یعنی: خدا نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، فرشتوں نے کہا: ''اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا''

یعنی: ''اے خدا کیا تو زمین میں ایسے لوگوں کو خلیفہ بنائے گا کہ جو زمین میں فساد برپا کریں۔'' اس مقام پر صاحب مجمع البیان نے لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ سے پہلے زمین پر ایک مخلوق رہتی تھی جو فتنہ و فساد کیا کرتی تھی لہذا اس مقام پر ملائکہ نے غائب کو حاضر پر قیاس کرتے ہوئے یہ جملہ کہا ہے۔

مؤلف: صاحب مجمع البیان کا مذکورہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ خود امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے کہ ''اول من قاس ابلیس'' سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے لہذا ملائکہ نے ہرگز قیاس نہیں کیا ہے بلکہ گذشتہ آیات کے ذریعے جیسا کہ معلوم ہوا کہ ملائکہ منافقین اور ان کے اعمال کے بارے میں آگاہی رکھتے تھے کہ وہ اجماع کے بہانہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کو غصب کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اسی لئے ملائکہ نے کہا کہ: اے خدا کیا ایسوں کو تو خلق کرے گا جو زمین پر فتنہ و فساد پھیلائیں گے جبکہ ہم تیری ہی

---

(۱)۔ سورہ بقرہ آیہ ۳۰

تسبیح وتقدیس کرتے ہیں لہٰذا ''اَتَجْعَلُ فِیھا'' کا ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی سقیفہ اوراس میں جمع ہونے والوں کے انکار میں نتیجہ ''خداوند عالم نے ارشادفرمایا: ''اِنّی اَعْلَمُ مَالاتَعْلَمُوْنَ ''یعنی تم لوگوں نے تو صرف اس ایک مسئلے کوپیش کیا ہے اورتم لوگ جانتے ہوکہ میں تواوربھی بہت سی باتیں جانتا ہوں جوتم لوگ نہیں جانتے ہو۔

دوسرے مقام پرارشادہوا''وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلائِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِی بِاَسْمَاءِ ھٰؤُلاءِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ '' [1]

یعنی: ''اوراللہ نے آدم کوتمام اسماء کی تعلیم دی پھرانہیں ملائکہ کے سامنے پیش کیااورکہا کہ اگرتم لوگ اپنے قول میں سچے ہوتو ذران اسماء کے بارے میں مجھے بتاؤ'' روایات کے مطابق اہلبیت پیغمبرؐ اسماء الٰہی ہیں جیسا کہ امام جعفرصادقؑ کاارشادہے:''نَحْنُ اَسْمَاءُ اللّٰہِ الْحُسْنیٰ فَادْعُوْہُ بِنَا وَبِنَافَازَ مَنْ فَازَ ''یعنی ہم اسماءالٰہی ہیں لہٰذاہمارے ذریعے سے ہی خداکو پکارواورہمارے ذریعے سے نجات پانے والے نجات پاتے ہیں۔ اسی لئے خداوندعالم نے آگے چل کرارشادفرمایا:''فَاِمَّا یَاتِیَنَّکُمْ مِنِّی ھُدًی فَمَنْ

(۱)۔سورہ بقرہ آیہ ۳۱

تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ''

یعنی: ''اے لوگوں جب میری طرف سے تمہاری طرف ہدایت آئے تو جو بھی میری ہدایت کی اتباع کرے گا اس پر قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کسی قسم کا کوئی حزن وملال ہوگا۔'' لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہ صرف حضرت آدمؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس سے قیامت تک کی خلافت مراد ہے جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد ہوا:

''وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلَائِفَ الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ '' [1]

یعنی: ''اور ہم نے تم لوگوں سے پہلے کئی اُمتوں کو ہلاک کیا ان کے ظلم کے سبب کیونکہ جب ان کے پاس رسول روشن معجزات لیکر آئے تو وہ ایمان نہ لائے لہٰذا ہم اسی طرح مجرم قوموں کو سزا دیا کرتے ہیں پھر ہم نے تم لوگوں کو ان کے بعد زمین کا خلیفہ قرار دیا تا کہ دیکھیں کہ تم لوگ کس طرح کا عمل کرتے ہو۔''

---

(۱) سورۂ یونس، آیت نمبر ۱۳، ۱۴

خلیفہ کا انتخاب کس کے ذمہ ہے؟

آیت: ''وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ،قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَایَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ''[2]

ترجمہ: ''جب ابراہیمؑ کے پروردگار نے انہیں کلمات کے ذریعے آزمالیا تو فرمایا: اے ابراہیمؑ میں نے تمہیں لوگوں کے لئے امام بنایا، ابراہیمؑ بولے اور میری ذُرّیت میں سے کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میرا عہدہ ظالمین کو ہرگز نہیں ملے گا۔

تحلیل: یہ ظلم سے ہے جو اس آیت میں استعمال ہوا: ''کِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ آتَتْ اُکُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَیْئًا ''یعنی: ''ان دونوں باغوں نے اپنے میوے دیئے اور کسی چیز کو کم نہیں کیا۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ ''میووں'' کے کم کرنے کو بھی قرآن نے ظلم شمار کیا ہے لہٰذا الٰہی منصب کسی غیر معصوم کو کیونکر مل سکتا ہے: دوسرے مقام پر سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا: ''قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ''یعنی: ''ان لوگوں نے اپنے نبی سے کہا کہ

---

(۱)۔ سورہ یونس آیہ ۱۳ و ۱۴۔ (۲)۔ سورہ بقرہ آیہ ۱۲۴۔

ہمارے لئے کوئی حاکم و بادشاہ معین کریں جس کے ساتھ مل کر ہم راہ خدا میں جہاد کرسکیں۔ تیسرے مقام پر خدا نے ارشاد فرمایا:

''اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا ۲؎ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ'' ۳؎

یعنی: ''چور مرد و عورت کے ہاتھوں کو کاٹو، زانی عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ لہٰذا یہ سارے کام بغیر حاکم کے نہیں ہو سکتے ہیں اور حاکم کا انتخاب اگر لوگوں کے ہاتھ میں ہو تو لوگوں سے خطا کے امکانات کیوں کہ زیادہ ہیں اس لئے ایسا حاکم و خلیفہ جو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کو قائم کر سکے اور خود خطاؤں سے پاک و پاکیزہ ہو اس کا انتخاب خدا اور رسول کے ذمہ ہے کیونکہ خدا اور رسول کی جانب سے خطا و اشتباہ کا اصلاً امکان نہیں لہٰذا ان کی طرف سے معین ہونے والے خلیفہ سے بھی غلطی و خطاء کا امکان نہیں اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ ذوالعشیرہ سے لے کر حجۃ الوداع تک، ہر جگہ ہر مقام پر علیؑ کو پہچنواتے ہوئے ان کی وصایت وخلافت کا اعلان کیا اور پھر کیونکہ خدا کو معلوم تھا کہ بعد از وفات رسول لوگ اس اہم مسئلے کو اپنے منصب واقتدار کی خاطر پس پشت ڈال دیں گے اپنے نبی سے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان غدیر کے تپتے صحراء میں ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع عام میں

(۱)۔سورہ کہف آیہ ۳۲ (۲) سورۂ مائدہ آیہ ۳۸ (۳)۔سورہ نور آیہ ۲

نبی نے ولایت وخلافت علیؑ کا اعلان عام کروادیا لیکن افسوس تاریخ اسلام ومسلمانوں پر کہ نبی کی آنکھ بند ہوتے ہی نبی کے جنازے کو غسل وکفن ودفن کرنے کے بجائے وہ افراد سقیفہ میں جمع ہوکر خلیفہ رسول کا انتخاب کرتے ہیں جو خود میدان غدیر میں علیؑ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہوئے یہ کہہ چکے تھے کہ

''بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا عَلِیّ اَصْبَحْتَ مَوْلَ یٰ وَمَوْلاَ کُلّ مُؤمِنٍ وَمُؤمِنَۃٍ''

یعنی مبارک ہو مبارک ہوا ے علیؑ آپ کو کہ آپ ہمارے اور تمام مؤمن ومؤمنات افراد کے مولا وآقا قرار پائے۔

پہلا مسلم کن میں سے ہے؟

آیت: ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ''[1]

ترجمہ: '' اے صاحبان ایمان تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہوجاؤ اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔''

سورہ انعام میں ارشاد ہوا: ''قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ''[2]

---

(۱)۔سورہ بقرہ آیہ ۲۰۸ (۲)۔سورہ انعام آیہ ۱۴

ترجمہ: ’’کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا اطاعت گزار بنوں اور خبردار تم لوگ مشرک نہ ہو جانا۔‘‘

مؤلف: اس آیت میں ’’مشرکین‘‘ کا جمع استعمال ہونا دلالت کرتا ہے کہ ’’من اسلم‘‘ بھی جمع کے لئے ہے کیونکہ دینِ خدا کی حفاظت ضروری ہے۔ لہٰذا اے رسول جانشینوں کو بھی اپنے اہلبیت میں سے قرار دو اس طرح سے کہ ان کی پہلی کڑی خود قرار پاؤ۔ لہٰذا یہاں ’’اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ‘‘ میں پیغمبرؐ کا اسلام لانا مراد نہیں ہے ورنہ پیغمبرؐ کا غیر معصوم ہونا لازم آئے گا تاکہ غیر معصوم کے ساتھ نہ مل سکیں، اس بات کی تصدیق میں خداوند عالم نے سورۂ حج میں یوں ارشاد فرمایا: ’’هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا‘‘ یعنی: ’’اے (اہلبیت نبیؐ) اللہ ہی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے کی کتب میں بھی اور اس قرآنِ مجید میں بھی گویا خدا نے انہیں خلق ہی اس مطلب سے کیا ہے تاکہ یہ لوگ پیغمبرؐ کے بعد خدائی حکومت کے نظم کو برقرار رکھ سکیں اور دینی و قرآنی پروگراموں کو باقی رکھ سکیں۔‘‘

اور ’’کافہ‘‘ جمیعاً کے معنٰی میں ہے یعنی: ’’تمام کے تمام مسلمانوں کو یہ حکم ہو رہا ہے تفسیر نور الثقلین کی پہلی جلد میں اصول کافی سے امام محمد باقرؑ سے اس آیت: ’’يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِيْنٌ ''[۱]

ترجمہ: ''اے صاحبان ایمان تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہوجاؤ اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔'' کے ذیل میں ارشاد فرمایا: ''کہ اس ''السلم'' سے مراد ہم اہلبیت کی ولایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اس نے امان پائی تفسیر عیاشی وامالی (شیخ مفید) میں چھٹے امام سے روایت ہے ''اَلسِّلْمُ هُوَ وِلَايَةُ عَلِيٍّ وَالْاَئِمَّةِ الْاَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهٖ وَلَاتَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ وِلَايَةَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ''

یعنی: ''اس آیت میں ''السلم'' سے مراد ولایت علی اور ان کے بعد کے اوصیاء کی ولایت مراد ہے اور ''وَلَاتَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ'' سے فلاں فلاں کی اتباع مراد ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقتِ بعثت مؤمن کون؟

آیت: ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ''[۲]

ترجمہ: ''یقیناً خدا نے صاحبان ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے

(۱)۔سورہ بقرہ آیہ ۲۰۸ (۲)۔سورہ آل عمران آیہ ۱۶۴

درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔''

مؤلف: اس آیت میں ''المؤمنین'' کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو پیغمبرﷺ کی بعثت کے وقت بھی مؤمن تھے تو یقیناً وہ افراد ابوطالب، فاطمہ بنت اسد، خدیجہ بنتِ خویلدؑ تھے۔

لہٰذا جس طرح پیغمبرؐ مؤمن وموحد تھے یہ لوگ بھی مؤمن وموحد تھے۔

سورہ اعراف میں ارشاد ہوا: ''وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا وَذَرُوْا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِہٖ ''یعنی: ''اللہ ہی کے لئے تمام اچھے نام ہیں پس اللہ کو اس کے اچھے اسماء سے پکارو اور بچوں ان لوگوں سے جو اسماء الٰہی میں کفر والحاد سے کام لیتے ہیں یعنی ظلم کرتے ہیں نتیجتاً سورہ حج میں ارشاد ہوا:

''وَمَنْ یُرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ''

یعنی: ''اگر کوئی مسجد الحرام میں ''الحاد'' یعنی ظلم کرنے کا ارادہ کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

تفسیر نور الثقلین میں اصول کافی سے امام جعفر صادقؑ کی یہ روایت نقل

ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"نَحْنُ وَاللّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنیٰ الَّتِی لَایَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهٖ عَمَلاً اِلَّا بِمَعْرِفَتِنَا" یعنی: "اللہ کی قسم کہ اس کے اسماء حسنی سے مراد ہم (محمد و آل محمد) ہیں کسی بھی بندے کی عبادت اس وقت قابلِ قبول ہے جب وہ ہماری معرفت رکھتا ہو یعنی گویا جب تک اذان میں ولایتِ علیؑ کی گواہی نہ دے گا اور تشہد میں محمد و آلِ محمدؐ پر درود نہ بھیجے اس وقت تک کسی کی نماز قبول نہیں۔

شافعی نے کتنا اچھا شعر کہا ہے:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلوٰةَ لَهٗ

امام زین العابدینؑ کا ولایت حقہؑ کو ثابت کرنا

مناقب ابن شہر آشوب میں ابوحمزہ سے نقل ہے کہ ایک دن عبداللہ بن عمر امام زین العابدینؑ سے آ کر کے کہتا ہے اے فرزندِ حسینؑ کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت یونس بن متیٰ نبی جو اس سخت امتحان میں مبتلاء ہوئے وہ ہماری ولایت میں شک کی بناء پر ہوئے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں اے شخص تیری ماں تیری عزاء میں بیٹھے ایسا ہی ہے، وہ کہتا ہے تو آپ اپنی بات کی صداقت پر مجھے کوئی علامت بھی دکھائیں تا کہ میں قبول کر سکوں؟

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: ذرا تم لوگ اپنی آنکھوں کو بند کرو۔ ہم سب نے اپنی اپنی آنکھیں بند کرلیں پھر امام نے کہا کہ اب اپنی آنکھیں کھول لو، اب جو ہم لوگوں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا موجیں مارتے ہوئے دریا کے کنارے ہیں امام نے حوت نامی مچھلی کو آواز دی جس نے حضرت یونسؑ کو نگلا تھا، امام نے دیکھا پہاڑ کی مانند بڑی مچھلی پانی پر ظاہر ہوئی اور کہنے لگی ''لبیک لبیک یا ولی اللہ'' یعنی اللہ کے ولی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں امام نے اس سے پوچھا، بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں وہی مچھلی ہوں جس نے یونسؑ نبی کو کچھ دن تک اپنے شکم میں مہمان رکھا، امام نے فرمایا:

ذرا ہمارے سامنے اصلی واقعہ بیان کرو، اس نے کہا: اے میرے آقا ومولا خدا نے آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک جتنے بھی انبیاء بھیجے ان کے سامنے آپ محمد وآل محمدؐ کی ولایت کو پیش کیا جس نبی نے بھی آپ لوگوں کی ولایت کو قبول کرلیا وہ سالم رہا اور جس نے بھی آپ لوگوں کی ولایت میں شک کیا وہ مختلف امتحانوں میں گرفتار ہوا لہٰذا اسی سلسلے میں آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، یوسفؑ، ایوبؑ، داؤدؑ اور یہاں تک یونس نبی تک جب سلسلہ پہنچا تو انہیں بھی وحی الٰہی ہوئی کہ تم بھی ولایت علی واولاد علی کا اقرار کرو، یونسؑ نے کہا:

صرف اتنا کہا تھا کہ بارِالٰہا جسے میں نے دیکھا نہ ہو میں کیوں کر اس کی ولایت قبول کرسکتا ہوں؟ لہٰذا خدا یونسؑ کی اس بات پر غضب ناک ہوا اور مجھے وحی کی کہ تم اسے اپنا لقمہ بنالو مگر اسے ہضم نہ کرنا اور اس کی ہڈیوں کو نہ توڑنا لہٰذا

۴۰ دن تک یونس نے میرے شکم میں رہتے ہوئے دریاؤں کی سیر کی اور اس تاریکی میں انہوں نے خدا سے یوں مناجات کی:

''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' اور پھر جب انہوں نے علی واولادِ علی کی ولایت کا اقرار کرلیا تو بحکم پروردگار میں نے انہیں ساحلِ دریا پر اُگل دیا، امام زین العابدینؑ نے اس مچھلی سے کہا کہ اب تم جاسکتی ہو وہ مچھلی حکم امام پاتے ہی دریا کی موجوں میں غائب ہوگئی۔[1]

قرآن میں کن مومنین پر خدا نے احسان کا ذکر کیا ہے؟

آیت: ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ''۔[1]

ترجمہ: ''یقیناً خدا نے صاحبانِ ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیات الٰہیہ کی تلاوت کرتا ہے، انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلاء تھے۔''

مؤلف: جب غار حراء میں جبرئیل پیغمبرؐ پر وحی لے کر نازل ہوئے

(۱)۔سورہ آل عمران آیہ ۱۶۴

تھے اس وقت تک لوگوں میں سے کوئی بھی پیغمبرؐ پر ایمان نہیں لایا تھا، ہاں پیغمبر کی طرف سے دعوت اسلام دینے کے بعد سے لوگوں نے ایک ایک کر کے ایمان لانا شروع کیا تھا، لہٰذا اس آیت میں ''المؤمنین'' سے مراد سوائے ابوطالب علیہ السلام اور ان کے بیٹے علیؑ اور فاطمۃ الزہراءؑ فاطمہ بنت اسد اور خدیجہ الکبریٰ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی سب بزرگوار تھے جو پیغمبر کو کفار و مشرکین کے شر سے بچانے والے تھے اسی لئے مذکورہ آیت میں خدا نے ان لوگوں پر احسان و نیکی کرتے ہوئے ان کی مدح میں اس آیت کو نازل کیا پھر ارشاد فرمایا: ''

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰاہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَاللّٰہِ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ''[1]

ترجمہ: ''کیا رضائے الٰہی کا اتباع کرنے والا اس کے جیسا ہوگا جو غضب الٰہی میں گرفتار ہو کہ اس کا انجام جہنم ہے اور وہ بدترین منزل ہے۔'' لہٰذا رضایت خدا کی اتباع کرنے والے ہی لوگ ہیں جن کا ذکر امیرالمؤمنین کی گذشتہ روایت میں ہوا جو عہد خدا کی وفا کرنے والے ہیں جس عہد کو سقیفہ والوں نے توڑ دیا تھا، کیونکہ سورہ اعراف میں شیطان کا یہ جملہ ملتا ہے کہ: ''فَبِمَا اَغْوَیْتَنِی لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِنْ بَیْنِ

(۱)۔ سورہ آل عمران آیہ ۱۶۳

اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَ لَاتَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شَاکِرِیْنَ''۱؎

ترجمہ: ''شیطان نے کہا کہ جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا☆ اس کے بعد سامنے، پیچھے اور داہنے، بائیں سے آؤں گا اور تو اکثریت کو شکر گزار نہیں پائے گا'' اور سورہ ص میں یوں نقل ہوا: ''فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ''

یعنی: ''تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کے سب کو بہکاؤں گا۔''

سورہ حجر میں ارشاد ہوا: ''رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ''۲؎

یعنی: ''اے اللہ تو نے مجھے محروم کیا ہے میں بھی فرزندان آدمؑ کے سامنے زمین پر موجود چیزوں کو مزین کر کے پیش کروں گا اور ان سب کے سب کو گمراہ کروں گا۔ حیات القلوب کی دوسری جلد کی دوسری فصل میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدمؑ کو خلق کیا تو انہوں نے ملائکہ کو ان کے پاس دیکھا کہ پشت صف باندھے کھڑے ہیں آدم بولے خدایا یہ کیا ماجرا ہے؟ خدا نے کہا: تمہاری پشت میں موجود محمدؐ و آل محمدؐ کے احترام میں یہ ملائکہ صف باندھے کھڑے ہیں حضرت آدمؑ نے کہا:

(۱)۔سورہ اعراف،۱۶۔۱۷ (۲)۔سورہ حجر آیہ ۳۹

اے اللہ ان انوار کو میرے سامنے قرار دے تا کہ ملائکہ کی صفیں بھی میرے سامنے قرار پائیں خدا نے ایسا ہی کیا پھر آدم بولے کہ خدا ان انوار کو ایسی جگہ قرار دے کہ میں خود بھی ان انوار کو دیکھ سکوں؟ تو خدا نے ان انوار کو آدم کے دائیں ہاتھ کی پانچ انگلیوں میں انوارِ پنجتن کو قرار دیا تا کہ آدمؑ بھی ان کی زیارت کر سکیں۔

اصول کافی میں ابوثمالی امام محمد باقرؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی نَبِيِّهٖ فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، قَالَ: اِنَّکَ عَلٰی وِلَایَةِ عَلِیٍّ علیہ السلام عَلٰی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ''

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ اے رسول تم اس سے متمسک رہو جس کے بارے میں تمہیں وحی کی گئی ہے بیشک تم صراط مستقیم پر ثابت ہو امام نے فرمایا: ''بے شک تم ولایت پر ثابت وقائم ہو جو کہ لوگوں کے لئے صراط مستقیم ہے۔ تفسیر قمی اور کتاب معانی الاخبار میں امام زین العابدینؑ کی یہ روایت موجود ہے کہ آپ نے فرمایا: نَحْنُ اَبْوَابُ اللّٰهِ وَنَحْنُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ''

یعنی: ''ہم ہی خدا کے دروازے اور ہم ہی صراطِ مستقیم ہیں کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں امام محمد باقرؑ سے یہ روایت نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

''وَنَحْنُ الطَّرِيْقُ الْوَاضِحُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَحْنُ نِعْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ''

یعنی: '' خدا کی معرفت کا واضح راستہ اور صراط المستقیم ہم ہیں اور ہم ہی خدا کی مخلوق پر اس کی نعمت ہیں۔'' سورہ ھود میں خداوند عالم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ'' یعنی '' اے نبی آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے رہنما ہے سورہ حجر میں اور بھی واضح کر کے ارشاد فرما دیا کہ: ''هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيْمٌ'' یعنی: '' یہ علی کا راستہ سیدھا ہے جیسا کہ روایات میں اس مطلب پر کثرت سے دلالت کرتی ہیں۔

قرآن میں عہد و میثاق سے کیا مراد ہے؟

آیت: '' يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ☆ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ''[1]

ترجمہ: '' اے ایمان والو! جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں

---

(۱)۔ سورہ مائدہ آیہ ۶۔۷

کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سر اور گٹے تک پیروں کا مسح کرو۔" ☆ "اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت اور اس عہد کو یاد کرو جو اُس نے تم سے لیا ہے۔"

مؤلف: یقیناً عالم اسلام میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مؤمنین کے لئے بڑی نعمت حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے جن کے بارے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ضَرْبَةُ عَلِيٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ"

یعنی: "خندق کے دن علی کی ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔" اور حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے مقامِ غدیر میں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و وصایت وخلافت کا لوگوں سے اقرار لینا تاکہ لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے اور دین بھی تکمیل ہو جائے۔

قرآن میں نام علی علیہ السلام ذکر ہونے کے بارے میں اقوال

حضرت علی علیہ السلام کا نام قرآنِ مجید میں ذکر ہونے کے بارے میں لوگوں کے درمیان تین طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت کا نام قرآن میں اصلاً ذکر نہیں ہوا ہے۔

۲۔ حضرت کا نام قرآن میں تھا لیکن منافقین نے اسے نکال دیا ہے۔

۳۔ حضرت کا نام قرآن میں تھا اور اب بھی ہے اور کسی نے اسے نہیں نکالا ہے۔

پہلے نظریہ والے لوگ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر نام علیؑ قرآن میں ہوتا تو منافقین علی علیہ السلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کردیتے اور قرآن کو مٹا دیتے اس طرح اسلام کو نابود کردیتے۔ مگر ہم انہیں جواب دیتے ہیں کہ نام علیؑ قرآن میں موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا

''انہ فی ام الکتاب لدینا لعلیٌّ حکیم افنضرب عنکم الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین''[1]

یعنی بے شک وہ ہماری ام الکتاب میں ضرور عالیشان اور حکمت والا ہے کیا ہم نصیحت کو تم سے دور رکھیں گے صرف اس بنا پر کہ تم لوگ حد سے زیادہ بدکار ہو گئے ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ''افنضرب'' کے استفہام کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہم تم لوگوں کو بیکار چھوڑ دیں گے اور اپنے رسول اور اس کے اوصیاء کے ذریعے تم پر حجت قائم نہیں کریں گے۔

لہذا ''لعلی'' میں نام علی ہے اور ''الذکر'' سے مراد بھی نام علی ہے ''نحن نزّلنا الذکر وانالہ لحافظون''[2] یعنی ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے

(۱)۔ سورہ زخرف آیہ ۵ (۲)۔ سورہ حجر آیہ ۹

اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں لہذا اولاً تفسیر نور الثقلین میں خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''الا انی مخصوص فی القرآن باسماء احذروا ان تغلوا علیھما فتضلوا فی دینکم وانا ذلک للاذان ولمؤذن وانا ذوالقلب وانا الرجل السلم کنت سلماً لرسول اللہ''

یعنی: آگاہ رہو کہ مجھے قرآن میں مخصوص ناموں سے یاد کیا گیا ہے ان میں غلو کرنے سے بچنا کہ اگر تم لوگوں نے اس میں غلو کیا تو اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ گے اور قرآن میں اذان ومؤذن اور ذوالقلب اور السلم کے ناموں سے مجھے یاد کیا گیا ہے، ثانیاً: حدیث منزلت جو کہ تواتر کے ساتھ شیعہ سنی کتب میں ذکر ہے جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ تبوک پر نکلتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: الا ترضیٰ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی ''یعنی: اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ھارون کی موسیٰ سے تھی صرف فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصی کے بارے میں وحی کا ہونا

قرآن مجید سورہ نساء میں ارشاد ہوا: ''اِنَّـا اَوْحَیْنَـا اِلَیْکَ کَمَـا اَوْحَیْنَـا اِلٰـی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ

وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسیٰ وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھَارُوْنَ وَسُلَیْمَانَ وَآتَیْنَا دَاوُدَ زَبُوْراً وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاھُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ وَکَلَّمَھُمُ اللّٰہُ مُوْسیٰ تَکْلِیْماً''[1]

یعنی اے رسول ہم نے آپ کی طرف بھی اسی طرح کی وحی کی ہیں جس طرح کی نوح اوران کے بعد کے انبیاءؑ کی طرف کی تھیں اور ہم نے وحی کی تھی ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب اوران کی اولادوں کی طرف اورعیسیٰ وایوب ویونس وہارون وسلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطاء کی اور آپ سے پہلے کے رسولوں کے قصے بھی ہم نے آپ کے لئے بیان کئے ہیں اور رسولوں کے قصے تو ہم نے آپ کے لئے بیان نہیں بھی کئے ہیں اور اللہ نے موسیٰ سے تکلم بھی کیا ہے۔ اور جب ہم قرآن میں انبیاء کے بارے میں خصوصی خطابات ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں یوں ملتا ہے۔

ا۔حضرت زکریا کے بارے میں ارشاد ہوا''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ''[2] یعنی'' اے زکریا ہم تمہیں بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ رکھنا کہ ہم نے اس سے پہلے کسی کا اس

---

(۱)۔سورہ نساء ۱۶۳-۱۶۴ (۱)۔سورہ مریم آیہ ۷

طرح کا نام نہیں رکھا ہے۔"

۲۔حضرت موسیٰ کے بارے میں ارشاد ہوا" قَالَ رَبِّ اِنِّی قَتَلْتُ مِنْهُم نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَقْتُلُونِ "۱؎ "اے اللہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو مارڈالا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں (اس کے بدلہ میں) وہ لوگ مجھے نہ مارنہ ڈالیں۔" وَ اَخِی هَارُوْنَ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّی لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُصَدِّقُنِیْ اِنِّی اَخَافُ اَنْ یُکَذِّبُوْنَ "۲؎ ترجمہ: اور میرا بھائی ہارون جو زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو تو اسے میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھے وہ لوگ جھٹلائیں گے۔" قال سنشد عضدک باخیک وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطَانًا فلایصلون الیکما بآیاتنا انتما ومن اتبعکماا لغالبون "۳؎ ترجمہ: "اللہ نے کہا کہ ہم عنقریب تمہارے بھائی کی وجہ سے تمہارے بازو قوی کردیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ فرعونی لوگ تم دونوں تک ہمارے معجزے کی وجہ سے پہنچ بھی نہ سکیں، تم دونوں اور تمہارے پیروکار غالب رہو گے۔"

۳۔ دعاء موسیٰ کے بارے میں قرآن میں یوں ارشاد ہوا: "رب

---

(۱)۔سورہ قصص آیہ ۳۳ (۲)۔سورہ قصص آیہ ۳۴ (۳)۔سورہ قصص آیہ ۳۵

اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃً من لسانی یفقھوا قولی ''۔[۱]

۴۔خدا نے جواب موسیٰ میں ارشاد فرمایا ''سنشد عضدک باخیک ''[۲]

تحلیل: اب اگر ہم مذکورہ آیات کو ایک دوسرے سے ملا کر ملاحظہ کریں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اس دعا کو ملاحظہ کریں جو آپؐ نے علیؑ کے بارے میں کی۔موسیٰ کی دعا ایک ہے(ذکر کریں) تو پتہ چلتا ہے کہ

۵۔وصی پیغمبرؐ کے بارے میں ارشاد ہوا '' وھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیاً ''[۳]

یعنی ہم نے انہیں رحمت بخشی اور ان کے لئے علی سی سچی زبان عطاء کی۔

۱۔جس طرح موسیٰ کے امور بغیر ہارون کے نامکمل تھے اسی طرح علی کے بغیر پیغمبرؐ کے امور نامکمل تھے۔

۲۔جس طرح یحییٰ سے پہلے اس طرح کا نام کسی کے لئے نہیں رکھا گیا اسی طرح نامِ علی علیہ السلام سے پہلے کسی کے لئے نہیں رکھا گیا۔

۳۔جس طرح موسیٰ کو اپنی قوم سے خطرہ تھا اسی طرح پیغمبر کو بھی اپنی

---

(۱)۔سورہ طہ ۲۵ (۲)۔سورہ قصص ۳۵ (۳)۔سورہ مریم آیہ ۵۰

قوم سے خطرہ تھا۔

۴۔ جس طرح موسیٰ کے لئے ان کی زبان کی گرہ ہارون جیسے سے وصی کے ذریعے کھلی اسی طرح زبان پیغمبرؐ کی گرہ علی کے ذریعے کھلی۔

۵۔ جس طرح موسیٰ کو ہارون کے ذریعے قوتِ بازو ملی اسی طرح پیغمبرؐ کو علی کے ذریعے سے قوتِ بازو ملی، جیسا کہ حدیث منزلت کے ذریعے یہ سب باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

۶۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد ہوا: ''ماکان لبشران یکلمه اللّٰه الّاً وحیاً اومن وراء حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنه مایشاء''۱

ترجمہ ''اور کسی آدمی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر وحی کے ذریعہ سے (جیسے داؤد) یا پردہ کے پیچھے سے (جیسے موسیٰ) یا کوئی فرشتہ بھیج دے (جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غرض وہ اپنے اختیار سے جس طرح چاہتا ہے پیغام بھیجتا ہے۔'' کسی نے اس آیت کے ذیل میں امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کیا ہارونؑ موسیٰؑ کے مادری بھائی تھے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں پھر راوی نے پوچھا: کیا وحی دونوں پر نازل ہوتی تھی؟ آپؑ نے جواب دیا: وحی صرف موسیٰ

(۱)۔ سورہ شوریٰ آیہ ۵۱

پر نازل ہوتی تھی اور وہ ہارونؑ کے لئے اس وحی کو بیان کیا کرتے تھے ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی زندگی میں بھی اس طرح سے ملاحظہ کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی وحی پیغمبرؐ پر نازل ہوتی تھی آنحضرت علیؑ کو اسے املا کرایا کرتے تھے جیسا کہ فریقین کی کتب میں موجود متواتر روایات اس مطلب پر واضح دلیل ہیں کیونکہ حضرت علی علیہ السلام صحابہ کے درمیان راوی قرآن و مفسر قرآن کے عنوان سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔

۳۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر خداوند عالم نے موسیٰ کے ہارون سے خطاب کو اس طرح سے نقل کیا کہ موسیٰ ہارونؑ سے فرماتے ہیں: "اخلفنی فی قومی واصلح ولاتتبع سبیل المفسدین"[1] یعنی: میں نے تمہیں اپنی قوم میں اپنا جانشین وخلیفہ قرار دیا ہے لہٰذا تم مفسدین کی راہ کی اتباع نہ کرنا۔ لہٰذا احدیث منزلت کے تحت یہ فضیلت بھی علیؑ کے لئے ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی علی سے یوں ہی خطاب کیا تھا کہ تم میری امت میں میرے خلیفہ و جانشین ہو اور مفسدین کی رائے کو نہ ماننا، اس آیت کا مصداق شوریٰ والے دن سامنے آیا جب عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اس شرط پر کہ آپ شیخین (یعنی ابوبکر، عمر) کی روش کو باقی رکھیں

---

(۱)۔ سورہ اعراف آیہ ۱۴۲

گے، تو حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں ان کی روش پر نہیں چلوں گا بلکہ قرآن اور پیغمبرؐ کی بتائی ہوئی روش پر چلوں گا اور اپنے علم کے تحت عمل کروں گا حضرت کا یہ جواب سن کر عبدالرحمٰن بن عوف اٹھا اور اپنی رکھی ہوئی شرط کے تحت عثمان کی بیعت کر لیتا ہے اور عثمان کو خلیفہ کے عنوان سے معرفی کرواتا ہے۔

۴۔علی علیہ السلام نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا: ''قل تعالوا ندع ابنائنا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین''[1]

یعنی کہہ دو اے رسول کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کو لے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لے آتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لے آؤ ہم اپنی عورتوں کو لے آتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لے آؤ ہم اپنے نفسوں کو لے آتے ہیں اور پھر ہم سب مل کر جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجتے ہیں۔ واقعہ مباہلہ کی صورتحال سے بھی واضح ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حسن وحسین علیہما السلام اور ان کی اولادیں ہی ہیں اور رسول کی خواتین میں عظیم خاتون فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سیدہ نساء عالمین وخاتون جنت ہیں اور نفس رسول فقط علی علیہ السلام ہی ہیں اور کیونکہ علی علیہ السلام باقی چاروں کے نفس کی سی حیثیت

---

(۱)۔سورہ آل عمران آیہ ۶۱

رکھتے تھے اس لئے ''انفسنا'' کا لفظ بھی جمع کا صیغہ استعمال ہوا۔

۵۔ تفسیر نور الثقلین میں اس آیت: ''یؤتی الحکمة من یشآء و من یؤتی الحکمة فقد اوتی خیر اً کثیراً ''(۱) یعنی: خدا جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور خدا جسے حکمت عطا کر دے گویا اسے خیر کثیر عطا کر دیا جاتا ہے، کے ذیل میں تفسیر علی بن ابراہیم سے نقل ہے کہ اس خیر کثیر سے مراد علی و اولاد علی کی معرفت ہے مزید اس آیت کی تفسیر میں نقل ہے کہ:

''ان الحکمة المعرفة و التفقه فی الدین فمن فقه منکم فی الدین فهو حکیم و مااحدٌ یموت من المؤمنین احب الی ابلیس من فقیه''

یعنی حکمت دین میں سمجھ و معرفت کا حاصل ہونا ہے لہذا جو تم میں سے دین کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ حکیم ہے اسی لئے ابلیس لعین کے نزدیک سب سے زیادہ خوشی کا موقع ''فقیہ'' کی موت کا ہوتا ہے۔

---

(۱)۔ سورہ بقرہ آیہ ۲۶۹

قرآن اور روایات میں نام علی علیہ السلام کا ذکر

آیت: ''وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ'' تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

اس آیت میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب مراد ہیں یعنی نام علی کو امّ الکتاب میں لکھ دیا گیا ہے جو کہ علی وحکیم ہے حکیم یعنی حاکم عادل۔ اس کے علاوہ حدیث منزلت بھی اس مطلب پر گواہ ہے جسے احمد بن حنبل نے اپنی مسند کی جلد ا میں سلیمان بن بلال بن جصد بن عبدالرحمٰن سے اور اس نے عائشہ سے اس روایت کو متواتراً نقل کیا ہے اور سنن ابن ماجہ میں بھی یہ روایت متواتراً نقل ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک پر نکلتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کو عورتوں اور بچوں پر نگہبان ٹھہرا کر چلے ادھر منافقین نے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف جب باتیں بنانی شروع کر دیں تو حضرت علی علیہ السلام نے مقام ثنیۃ الوداع پر پیغمبرؐ سے چشم گریان کے ساتھ جا کر ملاقات کی اور ماجرا سنایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا:

''لا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا النبوة''

یعنی: اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی سوائے نبوت کے۔ سورہ مریم میں حضرت موسیٰ

اور ہارون کے بارے میں ارشاد ہوا: ''واذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصاً وکان رسولاً نبیاً ونادیناہ من جانب الطور الایمن وقربناہ نجیاً ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیاً ''[1]

یعنی: یاد کرو کتاب میں موسیٰ کے تذکرے کو کہ جو مخلص تھے اور رسول و نبی تھے ہم نے کوہ طور کے دائیں جانب سے انہیں ندا دی تھی اور انہیں اپنا مقرب قرار دیا تھا اور ہم ہی نے اپنی رحمت سے انہیں ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا تھا۔ لہٰذا جب حدیث منزلت کو اس آیت سے ملا کر دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کے لئے ہارون رحمت خدا و عطیہ الٰہی تھے اسی طرح علی علیہ السلام بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رحمت خدا و عطیہ الٰہی تھے جس پر خدا بھی فخر و مباہات کرتا ہے۔

ناسخ التواریخ علی علیہ السلام نامی کتاب میں روایت نقل ہے کہ ایک دفعہ عمر بن خطاب نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعتراض آمیز لہجہ میں کہا کہ یا رسول اللہ آپ یہ جو کہتے ہیں کہ علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی تو ہارون کا تو قرآن میں بار بار نام ذکر ہے جبکہ علی کا نام قرآن میں ذکر نہیں ہے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اے عمر کیا تم نے سورہ حجر کی یہ آیت نہیں پڑھی جس میں ارشاد ہوا: '' ھذا صراط علی مستقیم ''یعنی: یہ علیؑ کی راہ ہے

---

(۱)۔ سورہ مریم آیہ ۵۱۔۵۳

جو سیدھی ہے پیغمبرؐ سے اس طرح کا جواب سن کر عمر خاموش ہو گئے۔

اسی طرح سے سورہ مریم کی اس آیت میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا: فانما یسرناہ بلسانک لِتُبَشِّرَبہ المتقین وتنذربہ قوماً لُدًا"[1] یعنی: اس میں لسانِ پیغمبرؐ سے مراد علیؑ ہیں۔ اسی طرح اس آیت سے پہلی والی آیت میں یوں ارشاد ہوا: "ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن وُدًّا "یعنی: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے عنقریب رحمٰن پروردگار ان کے دلوں میں محبت (علی) قرار دے گا۔ اور جب ان دونوں آیتوں کو ملایا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس محبت کو تمہاری زبان یعنی علی کے ذریعے ہم نے قرار دیا ہے جو کہ متقین کے لئے بشارت ہے۔

روایت: سعد اکافی صعصہ بن صوحان کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جب صعصہ بیمار تھے اور امیر المؤمنین علیؑ ان کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے حضرت سے یوں کہا: "وَاَنْتَ وَاللّٰہِ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکَ مَا عَلِمْتُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیْمِ وَاَنَّ اللّٰہَ فِیْ عَیْنِکَ عَظِیْمٌ وَاَنَّکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ" یعنی اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم کہ میں جانتا ہوں کہ آپ خدا کے بارے میں سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں اور خدا

---

(۱)۔ سورہ مریم آیہ ۹۷

آپ کے نزدیک عظیم ہے اور آپ کا ذکر اس کی کتاب میں ''علی حکیم'' کے ذریعے ہوا ہے۔ روایت: زید بن صوحان حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یوں عرض کرتے ہیں:

''اَنْتَ جَزاکَ اللّٰهُ خَیْراً یاَاَمِیرَ الْمُؤمِنِینَ وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُکَ اِلاَّ بِاللّٰهِ عَلِیماً وَفِیْ اُمِّ الْکِتَابِ عَلِیاً حَکِیماً''

یعنی اے امیرالمؤمنین خدا آپ کو جزائے خیر دے میں نے نہیں پایا آپ کو مگر خدا کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا اور آپ کا کتاب خدا میں علی وحکیم کے نام سے ذکر موجود ہے۔ روایت: امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ غدیر ولایت علی علیہ السلام کے اعلان کے بعد یوں دعائیہ انداز میں فضائل علی علیہ السلام کو بیان کیا ''فَاشْھَدْ یَااِلٰھِیْ اِنَّہُ الْاِمَامُ الْھَادِیُّ الْمُرْشِدُ الرَّشِیْدُ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِی ذَکَرْتَہُ فِیْ کِتَابِکَ وَقُلْتَ ''وَاِنَّہُ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ''

یعنی اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ہدایت کرنے والا راہنما ہے اور تو نے اپنی کتاب میں ''لعلی حکیم'' کے ذریعے سے اس کا ذکر کیا ہے۔

قرآن میں علی واولادِ علی کے فضائل

اگر چہ ہمارے مطالعہ اور تحقیق کے مطابق قرآن مجید کے ۱۱۴ سوروں میں سے ۷۷ سوروں کی ۲۴۱ آیات علی و اولادِ علی کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں جن میں سے صرف پانچ آیتوں کو ہم نمونہ کے طور پر ان کی تفسیر و تاویل میں پیش ہونے والی روایات کو ان کے منابع کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

آیت ۱: ”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ“۔(۱)

ترجمہ: ”اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ ☆ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے نعمتیں نازل کیں نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو غضب ناک ہوا اور نہ گمراہ لوگوں کی راہ۔“

روایت: ”قال الامام الصادق علیہ السلام: ”وهی الطريق الی معرفة الله وهما صراطان: صراط فی الدنيا وصراط فی الآخرة فاما الصراط فی الدنيا فهو الامام المفترض الطاعة من عرفه فی الدنيا واقتدی بهداه مر علی الصراط الذی هو جسر جهنم فی الآخرة ومن لم يعرفه فی الدنيا زلت قدمه عن الصراط

(۱)۔ سورہ فاتحہ آیہ ۵

فی الآخرۃ فتردیٰ فی نارِ جھنم"

ترجمہ: "امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: معرفتِ خدا تک پہنچانے والے دو راستے ہیں ایک دنیا میں اور دوسرا آخرت میں، دنیاوی راستہ اس امام کی پیروی کرنا ہے جس کی اطاعت کرنا لوگوں پر واجب ہے جس نے بھی اس دنیا میں اس امام کی معرفت حاصل کی اور اس کی پیروی کی وہ آخرت کے پل صراط سے آسانی کے قدم پل صراط سے گزرتے ہوئے ڈگمگا جائیں گے اور وہ آتش جہنم میں گر جائے گا۔"

آیت۲: " مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ "(1)

ترجمہ: "جو جس نیکی کے ساتھ آیا وہ اس کے لئے بہتر ہے اور ایسے ہی لوگ قیامت کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے اور جو بداعمالیوں کے ساتھ آیا انہیں ان کے چہروں کے بل جہنم میں جھونک دیا جائے گا کیا تمہارے اعمال کی جزاء کے علاوہ تمہیں کچھ پیش کیا جائے گا۔"

روایت: قال الامام الصادق علیہ السلام: " الحسنۃ معرفۃ الولایۃ

---

(1)۔ سورۂ نمل آیہ ۹۰

وَ حُبُّنَا اھل البیت ، والسیئۃ انکار الولایۃ وَ بُغضُنا اَھلَ الْبَیْتِ‘‘

ترجمہ: ’’امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ’’اس آیت میں نیکی سے مراد ہم اہلبیت کی محبت اور ولایت کی معرفت ہے اور گناہ سے مراد ولایت کا انکار کرنا اور بغض اہلبیت ہے۔‘‘

آیت۳: ’’وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا‘‘ [1]

ترجمہ: ’’اللہ نے مومنین کو جنگ سے بچایا اللہ قوی اور غالب ہے۔‘‘

روایت: عن ابن مسعود: ’’لَمَّا بَرَزَ عَلِیٌّ اِلیٰ عمرو بن عبد ود قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ’’بَرَزَ اَلْاِیْمَانُ کُلُّہٗ اِلَی الشِّرْکِ کُلِّہٖ فَلَمَّا قتلہٗ قَالَ لَہٗ: اَبْشِرْ یَاعَلِیُّ فَلَوْ وَزَنَ عَمَلُکَ الْیَوْمَ بِعَمَلِ اُمَّتِیْ لَرَجَحَ عَمَلُکَ مِنْھُمْ‘‘

ترجمہ: ’’ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابل پر نکلے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کُلِ اسلام کُلِ کفر کے مقابل میں جا رہا ہے اور جب حضرت علی علیہ السلام نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱)۔ سورۂ احزاب آیہ ۲۵

نے فرمایا: اے علی اگر آج کے تمہارے اس عمل کا وزن کیا جائے میری پوری امت کے عمل کے مقابل میں تو تمہارا یہ عمل پوری امت کے اعمال سے زیادہ وزنی ہوگا۔"

آیت۴: " كَانُوا قَلِيْلاً مِنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ "۔(۱)

ترجمہ: "وہ کم لوگ ہیں جو راتوں کو اپنے بستر چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے اور سحر کے وقت طلب مغفرت کیا کرتے ہیں اور اپنے مال سے سائل اور محروم افراد کے حقوق کو ادا کرتے ہیں۔"

روایت: عن عبداللہ بن عباس قال: " نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَكَانَ عَلِيٌّ ثُلُثِيِ اللَّيْلِ الاَخِيْرِ وَيَنَامُ الثُّلُثِ الاَوَّلِ فَاِذَا كَانَ السَّحْرُ جَلَسَ فِيْ الْاِسْتِغْفَارِ وَالدُّعَاءِ وَكَانَ وِرْدُهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً خَتَمَ فِيْهَا الْقُرْآن "(۲)

ترجمہ: "عبداللہ بن عباس نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور وہ علی علیہ السلام تھے جو رات کے

(۱)۔ سورہ ذاریات آیہ ۱۷،۱۸ (۲)۔ شواھد التنزیل ج۲، ص۱۹۴

پہلے حصہ میں آرام کرتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر عبادت دعا و مناجات و استغفار کیا کرتے تھے اور ہر رات ستر رکعت نماز پڑھتے تھے جن میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔"

آیت۵: "وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا"[1]

ترجمہ: "زمانہ کی قسم انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے۔"

روایت: عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنی اَبَا جَهْلٍ لَعَنَةُ اللهِ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا "هُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام"[2]

ترجمہ: ابن عباس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا: کہ سورہ عصر کی اس آیت: "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" میں ابو جہل لعنت اللہ علیہ مراد ہے اور اس آیت: "اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا" میں علی ابن ابی طالب مراد ہے۔"

(۱)۔ سورہ عصر آیہ ۳ (۲)۔ نور المشتعل ص ۲۸۱، شواہد التنزیل ب ۲، ص ۳۷۲

منافقین کا نقضِ عہد کرنا

سورہ بقرہ میں منافقین کے بارے میں ارشاد ہوا: ''اِنَّ اللّٰهَ لَایَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ''

ترجمہ: ''بیشک خدا مچھر یا اس سے بھی بڑھ کر (حقیر چیز کی) کوئی مثل بیان کرنے میں نہیں شرماتا ہے پس جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ تو یقین جانتے ہیں کہ یہ (مثل) بالکل ٹھیک ہے اور ان کے پروردگار کی طرف سے ہے اور وہ لوگ جو کافر ہیں پس وہ بول اٹھتے ہیں کہ خدا کا اس مثل سے کیا مطلب ہے ایسی مثل سے خدا بہت سوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور ایسی ہی تکرار مثل سے بہت سوں کو ہدایت کرتا ہے مگر گمراہی میں چھوڑتا بھی ہے تو ایسے فاسق لوگوں کو۔'' ''اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ''[1]

ترجمہ: جو لوگ خدا کے عہد و پیمان کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے

---

(۱)۔ سورہ بقرہ آیہ ۲۷

ہیں اور جن (تعلقات) کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔'' اس آیت میں نقضِ عہد سے مراد خلافتِ علی علیہ السلام ابن ابی طالب تھی جس کا عہد حجۃ الوداع کے موقع پر میدان غدیر خم میں مسلمانوں سے لیا گیا تھا جسے بعد میں مسلمانوں نے توڑ دیا، کیونکہ قرآن میں یہ بھی ارشاد خداوندی ملتا ہے:

''وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوْ اللّٰهَ وَلْيَوْمَ الْآخِرِ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً'' (1)

ترجمہ: ''کیونکہ خداوند عالم نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا ہے کہ کس چیز میں اتباع کرنی ہے لہذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام رفتار و گفتار اور کردار میں اتباع کرنا ہوگی۔''

خطبہ غدیر کے جملات

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غدیر کے دن عظیم خطبہ دیا اس کے بعض جملات یہ ہیں ''اِنَّ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ اُحْصِيَهُمَا وَاُعَرِّفَهُمَا فَآمُرَ بِالْحَلَالِ وَاَنْهٰى من الحرام جِئْتُ بِهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ عَلِى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ الَّذِيْنَ هُمْ مِنِّىْ وَمِنْهُ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ وَفِيْهِمْ الْمَهْدِىُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الَّذِىْ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ''

(1)۔ سورہ احزاب آیہ ۲۱

یعنی حلال وحرام اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ میں یہاں پر تم لوگوں کے لئے بیان کروں البتہ حلال کاموں کے بجالانے اور حرام سے بچنے کا حکم دیتا ہوں اور مجھے پروردگارِ عالم کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں تم لوگوں سے علی اور اس کے بعد آنے والے آئمہ کے لئے بیعت طلب کروں جو میری نسل سے ہوں گے انہیں کے بارے میں مجھ پر آیات نازل ہوئی ہیں میرے ان فرزندوں میں سے ایک مہدیؑ ہیں جو پرچم حق لے کر قیام کریں گے۔ جیسا کہ آیہ: ''قُلْ لَااَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ'' اس مطلب پر واضح دلیل ہے جسے اکثر پیغمبر لوگوں کے سامنے تلاوت کیا کرتے تھے مگر جب لوگوں کی طرف سے اس بارے میں لا پرواہی محسوس کیا کرتے تو پیغمبر کا سینہ تنگ ہوتا جسے قرآن نے اس طرح سے نقل کیا کہ: ''لَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَایُوحیٰ اِلَیْکَ وَضَائِقٌ بِهٖ صَدْرُکَ عَلیٰ اَن یَقُولُوا لَوْلَا اُنْزِلَ اَلَیْهِ کَنْزٌ...... '' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں ذکر ہے اس تمام کے بیان سے پیغمبرؐ کو خوف محسوس ہوتا تھا جسے اس آیت کے ذریعے دور کیا جارہا ہے اور صریح اعلان کرنے کے بارے میں حکم دیا جارہا ہے کہ ''بَلِّغْ مَااُنْزِلَ اَلَیْکَ... '' لہٰذا غدیر کے میدان میں پیغمبرؐ نے اعلانیہ اور اشارہ حسیہ کرتے ہوئے یعنی علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ ''

داستان

ناسخ التواریخ میں نقل ہے کہ خلافتِ عمر کے زمانے میں جب لشکر اسلام ایران کی فوجوں سے جنگ کرنے نکلا اور پہاڑوں کے دامنوں میں جب پہنچا تو وہاں ٹھہرا اور فوجی نماز وغیرہ میں مشغول ہوئے اتنے میں دیکھا کہ پہاڑ کے کسی غار سے ایک سفید ریش شخص نکلا اور لشکر والوں سے آکر پوچھتا ہے تم لوگ کون ہو؟ لشکر والوں نے اپنا تعارف کرایا اور پھر اس شخص سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں تو اس سفید ریش شخص نے جواب دیا میں حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے ہوں میں نے عیسیٰ سے اپنے حق میں دعا کروائی تھی کہ خدا مجھے اتنی طویل عمر دے کہ خاتم الاوصیاء اور خدا کی آخری حجت امام قائم (ع) کے ظہور کو پاسکوں اور ان کے لشکر میں شامل ہو کر ان کے دشمنوں سے جنگ کرسکوں یہ کہہ کر وہ سفید پوش انسان دوبارہ سے پہاڑوں کے غاروں میں غائب ہو گیا اور لوگوں کے ڈھونڈنے پر بھی نہ ملا۔

نکتہ: جب امام زمانہ (ع) کی نصرت کی تمنا رکھنے والے اتنی طولانی عمر پاسکتے ہیں تو خود امام کی طویل عمر میں شک کرنا بے جا بات ہے۔

چند نکات

تحقیقات کے بعد پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید میں حضرت علی کے ۳۰۰ نام ذکر ہوئے ہیں مفاتیح الجنان میں شیخ عباس قمیؒ نے مصباح الزائر سے اسی طرح بحار میں ابن المشہدی کی سند کے ذریعے حضرت علی علیہ السلام کی ساتویں زیارت یوں نقل ہوئی ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلٰى سَاقِی اَوْلِيَائِهٖ مِنْ حَوْضِ النَّبِی الْمُخْتَارِ مَااطَّرَدَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبَاءِ الْعَظِيْمِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَاِنَّهٗ فِی اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ''

یعنی: سلام ہو پیغمبر مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں کو حوض کوثر سے سیراب کرنے والے پر جو دن ورات اپنے چاہنے والوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور سلام ہو خدا کی عظیم خبر پر اور سلام ہو اس پر جس کے بارے میں خداوند عالم نے اس آیت کو نازل کیا:

''وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ'' اسی طرح مفاتیح الجنان میں حضرت علی علیہ السلام کی چھٹی زیارت میں یوں ملتا ہے ''اَلسَّلَامُ عَلٰى صَاحِبِ الدَّلَالَاتِ وَالْآيَاتِ الْبَاهِرَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْقَاهِرَاتِ وَالْمُنْجِی مِنَ الْهَلَكَاتِ الَّذِی ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِیْ مُحْكَمِ

لِلآیَاتِ فَقَالَ تَعَالیٰ وَاِنَّهُ فِی اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ''دعاء ندبہ امام زمانہؑ کے بارے میں ہم یوں ملاحظہ کرتے ہیں ''یَابْنَ مَنْ هُوَفِی اُمِّ الْکِتَابِ لَدَی اللّٰهِ لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ''

یعنی اے اس کے فرزند جو خدا کے نزدیک ام الکتاب اور ''علی حکیم'' ہے

نکتہ۲: جب منافقین نے دیکھا کہ قرآن میں صریحاً نامِ علیؑ کے ذکر کیلئے مانع کھڑے نہیں کر سکتے تو یوں تحویل وتفسیر بالرّای کرنا شروع کردی کہ جہاں بھی قرآن میں ''علی'' ذکر ہے اس سے مراد خدا کی صفت ''بزرگی'' کا ذکر ہے جیسا کہ کتاب ناسخ التواریخ میں ذکر ہے کہ جب معاویہ نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے صلح کی تو مدینہ کا سفر کیا گلی کوچوں میں لوگوں کے درمیان چکر لگانا شروع کیا جب مہاجرین وانصار اور اپنے رشتہ داروں کے نزدیک سے گزرتا تو وہ اس کے احترام میں بھی اٹھ جاتے مگر ''ابن عباس'' نہیں اٹھتے ایک دفعہ اس نے ابن عباس سے کہا: کہ مگر میں نے منع نہیں کیا کہ لوگوں کے درمیان فضائل علی علیہ السلام کو بیان نہ کیا جائے ابن عباس نے جواب دیا اے معاویہ تو ہمیں گویا قرآن پڑھنے سے روکتا ہے معاویہ کہتا ہے کہ قرآن تو پڑھو مگر اس کے معانی لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو ابن عباس کہتے ہیں ذرا یہ بتاؤ کہ قرآن صرف پڑھنے کے لئے آیا ہے یا عمل کرنے کیلئے؟ معاویہ نے کہا عمل کرنے کے لئے، ابن عباس کہتے ہیں تو اگر ہم قرآن کا ترجمہ لوگوں کے درمیان بیان نہ کریں

تو لوگ کس طرح اس پر عمل کریں گے؟ معاویہ کہتا ہے تم قرآن کے معانی کو اس طرح بیان کرو جس طرح ہم بیان کرتے ہیں ابن عباس کہتے ہیں ذرا یہ بتاؤ کہ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا ہے یا تیرے گھر میں کہ ہم قرآن کے معانی کو تمہاری طرح سے بیان کریں؟

ولایت علی علیہ السلام کی اہمیت

روایت ا: اصول کافی میں ابی الجارود سے روایت نقل ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''نَزَلَتِ الْوِلَایَۃُ وَاِنَّمَا اَتَاہُ فِی یَومِ الْجُمُعَۃِ بِعَرَفَۃِ اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَکَانَ کَمَالُ الدِّیْنِ بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمَّتِی حَدِیثُ عَھْدٍ بِالْجَاھِلِیَّۃِ وَمَتیٰ اَخْبَرْتَھُمْ بِھٰذَا فِی اِبْنِ عَمِّی یَقُولُ قَائِلٌ وَیَقُولُ قَائِلٌ فَقُلْتُ فِی نَفْسِی مِنْ غَیرِ اَنْ یَنْطِقَ بِہٖ لِسَانِی فَاَتَتْنِی عَزِیْمَۃٌ مِنَ اللّٰہِ بَتْلَۃً اَوْعَدَنِی اِنْ لَمْ اُبَلِّغْ اَنْ یُعَذِّبَنِی فَنَزَلَتْ یَا اَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ'' الخ۔ یعنی: پھر ولایت کا حکم بروز جمعہ مقام عرفات میں نازل ہوا اور اسی دن خدا نے فرمایا:

''اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ'' کیونکہ دین ولایت علی کے

اعلانِ عام کے بعد تکمیل ہوا ہے کیونکہ اس سے پہلے تک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت کی طرف سے اس بات کا خوف تھا کہ کہیں نبیؐ نے ولایت علیؑ کا اعلان علیؑ سے محبت کے نتیجہ میں کر دیا ہے۔'' اور ہر ایک علیحدہ بات بنائے گا، لہٰذا خدا کی طرف سے حکم وجوبی آگیا کہ: ''فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ'' کہ اگر اب تم نے اے رسول اس حکم کو نہ پہنچایا تو گویا تبلیغ رسالت کا کوئی کام انجام نہ دیا لہٰذا اب پیغمبرؐ کے لئے ولایتِ علی کا اعلانِ عام کرنا ضروری تھا۔

روایت۲: صاحب وافی اصول کافی سے یزید الکناسی کی جانب سے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہونے والی روایت کو یوں پیش کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''وَكَانَتِ الطَّاعَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ رَسُولِهٖ عَلَى النَّاسِ كُلُّهُمْ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَكِيْماً عَلِيْماً''

یعنی: جو بھی اطاعت خدا اور رسول ہے وہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی ہے اور علی حکیم بھی ہیں اور علیم بھی یعنی آپ کے تمام امور علم وحکمت کے تحت انجام پاتے ہیں اور کیونکہ پیغمبر تمام گذشتہ انبیاء کے علوم کے وارث اور تمام معجزات وکمالات کے مالک تھے ان کے بعد علی بھی

ان کے تمام چیزوں میں وارث ہیں۔

روایت ۳: اصول کافی میں ابی بصیر سے روایت نقل ہے کہ ایک دفعہ میں نے چھٹے امام سے اس آیت "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" بارے میں سوال کیا کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو آپ نے یوں ارشاد فرمایا: "نَزَلَتْ فِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ"

یعنی حضرت علی امام حسن و امام حسین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔فَقُلْتُ لَہٗ: اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ فَمَا لَہٗ لَمْ یُسَمِّ عَلِیًّا وَاَہْلَ بَیْتِہٖ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی ؟فَقَالَ: قُوْلُوْا لَہُمْ :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَزَلَتْ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہُمْ ثَلَاثًا وَلَا اَرْبَعًا حَتّٰی کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہُوَ الَّذِیْ فَسَّرَ لَہُمْ ذَالِکَ وَنَزَلَتْ عَلَیْہِ الزَّکَاۃُ وَلَمْ یُسَمِّ لَہُمْ مِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْہَمًا دِرْہَمٌ حَتّٰی کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہُوَ الَّذِیْ فَسَّرَ ذٰلِکَ لَہُمْ وَنَزَلَ الْحَجُّ فَلَمْ یَقُلْ طُوْفُوْا اُسْبُوْعًا حَتّٰی کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ : وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ،نَزَلَتْ فِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَاَہْلِ بَیْتِیْ فَاِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ لَا یُفَرِّقَ بَیْنَہُمَا حَتّٰی یُوْرِدَہُمَا عَلَی الْحَوْضِ

فَاَعْطَانِی یَدْخُلُوکُمْ فِی بَابِ ضَلَالَةٍ فَلَوْ سَکَتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَلَمْ یُبَیِّنْ مَنْ اَهْلِ بَیْتِهِ لَادَّعَاهَا آلُ فُلَانٍ وَآلُ فُلَانٍ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ فِیْ کِتَابِهٖ تَصْدِیْقاً لِنَبِیِّهٖ ''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً فَکَانَ عَلِیٌّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَفَاطِمَةَ فَاَدْخَلَهُمْ تَحْتَ الْکِسَاءِ فِی بَیْتِ اُمِّ سَلْمَةَ ثُمَّ قَالَ: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ اَهْلاً وَثِقْلاً وَهٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَثِقْلِی، فَقَالَتْ اُمُّ سَلْمَةَ: اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِکَ؟ فَقَالَ: اِنَّکِ اِلٰی خَیْرٍ وَلٰکِنْ هٰؤُلَاءِ اَهْلِی وَثِقْلِی الخ.

یعنی: ''راوی کہتا ہے میں نے چھٹے امام سے کہا کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ کیوں پھر علی اور اولا دعلی علیہم السلام کے اسماء قرآن میں ذکر نہیں ہوئے۔ چھٹے امامؑ نے مجھ سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ نماز کا حکم جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تو لوگوں کو نماز کی کیفیت کا علم نہ تھا کیونکہ خدا نے ذکر نہیں کیا تھا کہ نماز تین رکعت پڑھنی ہے یا چار رکعت اور کس طرح پڑھنی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر تفسیر کی اور زکات کا جب حکم نازل ہوا تو لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ کن چیزوں پر زکات دینی ہے اور کتنی دینی ہے۔

اسی طرح جب طواف کا حکم نازل ہوا تو طواف کی کیفیت پیغمبر نے تشریح

کی لہذا جب آیہ: ''اولی الامر'' نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے تشریحاً بتلایا کہ اس سے مراد حضرت علیؑ وحسن وحسینؑ ہیں اور فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسرے اپنے اہلبیتؑ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے اور فرمایا: کہ اگر پیغمبر ﷺ نے یہ اعلانات نہ کیے ہوتے تو آلِ فلاں وآلِ فلاں ادعا کر بیٹھتے کہ اولی الامر سے خدا نے ہمارا قصد کیا ہے اور پھر خدا نے اپنے رسول کی تصدیق کرتے ہوئے اپنی کتاب میں اہلبیت اطہارؑ کی شان میں آیہ تطہیر نازل کی اس وقت جب نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھ علی وفاطمہ وحسن وحسینؑ کو لے کر تحت کساء جمع ہوئے تھے ام سلمہ کے گھر میں اور دعا کی تھی کہ خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں اور یہی میرے مورد اعتماد ہیں ام سلمہ نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا میں آپ کے اہل سے نہیں ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک تم خیر پر ہو مگر میرے اہلبیت اور ثقہ یہی لوگ ہیں۔

روایت ۴: پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے بعد پیش آنے والے حالات کی بھی پیش گوئی کردی تھی ''مَا اَدَعُ بَعدِی فِتنَۃً اَضَرُّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ''

یعنی: میرے بعد عورتوں کی طرف سے برپا ہونے والا فتنہ مردوں کی طرف سے ہونے والے فتنہ سے کہیں زیادہ ضرر آور ہوگا۔

قرآن اور محمد و آل محمد علیہم السلام اُمّت کے راہنما

آیت: ''ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ☆ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ☆ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ☆ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ☆ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ''[1]

ترجمہ: ''یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں جو کہ ہدایت ہے متقین کے لئے ☆ جو غیب پر ایمان لانے والے، نماز کو قائم کرنے والے ہیں جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے انفاق کرنے والے ہیں ☆ یہی وہ لوگ ہیں جو اے رسول آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لانے والے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھنے والے ہیں ☆ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں

(۱)۔سورہ بقرہ آیہ ۲۔۶

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ☆ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے برابر ہے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

تحلیل: اس آیت میں ''لِلْمُتَّقِینَ'' لَا رَیْبَ کی خبر ہے یعنی وہ متقین ہیں جو اس کتاب کے بارے میں شک نہیں کرتے ہیں اور یہ کتاب انہیں متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں فلاح کے معنی پردہ کو چاک کر دینے کے ہیں اور اسی لئے عربی میں کاشتکار کو ''فلاح'' کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین کو چیر کر اس میں دانے بوتا ہے یہ آیت اہلبیت اطہار علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جن میں مذکورہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں اور جو ان کے ان فضائل کے منکر ہیں ان کیلئے برابر ہے کہ انہیں عذاب آخرت سے عدوات اہلبیت کے نتیجہ میں ڈرایا جائے یا ڈرایا نہ جائے وہ ہرگز ولایتِ اہلبیت کا اقرار نہیں کریں گے۔

اس مطلب پر دلیل سورۂ توبہ کی آیت: ''اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ'' [1]

یعنی: ''اے پیغمبرؐ آپ ان کے لئے طلب مغفرت کریں یا نہ کریں وہ

---

(۱)۔ سورہ منافقون آیہ ۶

ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں تو یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طلب استغفار کرنا کفار کے لئے تو ہونے سے رہا۔

لہٰذا منکر سے و کفر سے یہاں مراد ولایت علی علیہ السلام کا انکار کرنا ہے، جیسا کہ سورہ شعراء میں قوم ھود کے بارے میں ذکر ہوا کہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ: ''سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِيْنَ'' [1]

یعنی: ''ہم پر برابر ہے چاہے آپ ہم پر وعظ و نصیحت کریں یا نہ کریں ہم ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ سورہ ابراہیم میں اہل جہنم کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

''سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَحِيْص '' [2]

یعنی ہمارے لئے برابر ہے چاہے ہم چیخیں و چلائیں یا صبر کریں ہمارے لئے کوئی راہِ فرار نہیں ہے یہ سب منافقین کی مذمت ہے۔

قرآن میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا نام

آیت: ''وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ'' [3]

ترجمہ: ''اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک ایسی جماعت بھی ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور معاملات میں حق و انصاف کے ساتھ کام کرتی ہے'' تفسیر نور الثقلین میں عبداللہ بن سنان امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل روایت

(۱)۔ سورہ شعراء آیہ ۱۳۶ (۲)۔ سورہ ابراہیم آیہ ۲۱ (۳)۔ سورہ اعراف آیہ ۱۵۹

کرتے ہیں کہ آپؑ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یوں ارشاد فرمایا: ''اس آیت میں قوم موسیٰ اور خود موسیٰ سے مراد اہل اسلام کے ہیں اس روایت کو آیہ مامقانی نے اپنی کتاب تنقیح المقال میں (بھی اس مطلب کو) لکھا ہے اور شیخ طبرسیؒ نے بھی اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ غدیر میں یوں ارشاد فرمایا: ''مَعَاشِرَ النَّاسِ اَنَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ الَّذِى اَمَرَكُمْ بِاتِّبَاعِهِ ثُمَّ عَلِىٌّ علیہ السلام بَعْدِى ثُمَّ وَلَدِىْ مِنْ بِهِ اَئِمَّةٌ يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُوْنَ''

یعنی: ''وہ صراط مستقیم جس کی اتباع کرنے کا خدا نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے وہ میں ہوں اور میرے بعد علیؑ اور اس کے بعد اس کی نسل سے آنے والے ائمہ علیہم السلام ہیں۔

اوصیاء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایات اہلسنت

روایت ۱: قَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَعَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاَنَّ اَوْصِيَائِىْ بَعْدِىْ اِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَآخِرُهُمُ الْمَهْدِىْ''۔

ترجمہ: ''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سید الانبیاء ہوں اور علی سید الاوصیاء ہیں اور میرے بعد بارہ اوصیاء ہوں گے جن کا پہلا علی ابن طالب ہے اور آخری المہدی (آخر الزمان) ہوگا۔''

روایت۲: سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْاَوْصِیَاءِ بَعْدَهُ قَالَ: اِنَّ وَصِیِّیْ علی بن ابی طالب وبعده سبطای الحسن والحسین تتلوه تسعة أئمة من صلب الحسین، سُئِلَ الحسین، سُئِلَ یَامحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فستهمهم لیْ، قالَ: اِذَا مضی الحسین فابنه علی، فاذا مضیٰ علیّ فابنه محمد، فاذا مضی محمد فابنه جعفر، فاذا مضی جعفر فابنه موسیٰ، فاذا مضی موسیٰ فابنه علی، فاذا مضیٰ علی فابنه محمد، فاذا مضیٰ محمد فابنه علی، فاذا مضی علی فابنه الحسن، فاذا مَضیٰ الحسن فابنه الحجة محمد المهدی، فهؤلاء اثنا عَشَرَ"۔[1]

ترجمہ: ''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے ان کے بعد ان کے اوصیاء کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: میرے بعد میرا وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے اور اس کے دونوں بیٹے حسن و حسین علیہما السلام ہیں ان کے بعد حسین کی نسل سے آنے والے نو آئمہ ہیں راوی دوبارہ سوال کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ذرا اپنے ان اوصیاء کے نام تو بتا دیں۔ تو آپ نے فرمایا: جب حسین اس دنیا سے چلے جائیں گے تو ان کا بیٹا علی ان کا وصی ہوگا اور جب علی اس دنیا سے چلے

(۱)۔ منتخب الاثر، ص ۹۷، ینابیع المودۃ ص ۴۳۱۔

جائیں گے تو ان کا بیٹا محمد ان کا وصی ہوگا محمد کے بعد ان کا بیٹا جعفر پھر جعفر کے بعد ان کا بیٹا موسیٰ پھر موسیٰ کے بعد ان کا بیٹا علی پھر علی کے بعد ان کا بیٹا محمد ،محمد کے بعد ان کا بیٹا علی پھر علی کے بعد ان کا بیٹا حسن پھر ان کے بعد ان کا بیٹا حجتِ محمد المہدی ان کا وصی ہوگا یہ سب بارہ میرے اوصیاء ہوں گے۔''

روایت۳:قال النبیﷺ ان خلفائی واوصیائی وحجج الله علی الخلق بعدی اثنا عشر اولهم علی وآخرهم ولدی المهدی فینزل روح الله عیسیٰ بن مریم فیصلی خلف المهدی وتشرق الارض بنورربها ویبلغ سلطانه المشرق والمغرب''۱؎

ترجمہ:'' پیغمبر اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے خلفاء واوصیاء اورمیرے بعد خدا کی مخلوق پر اس کی حجت بارہ افراد ہیں جن کا پہلا علیؑ اور آخری میرا بیٹا مہدیؑ ہے جب روح اللہ عیسیٰؑ بن مریم زمین پر آئیں گے تو مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور پروردگار اپنے اس نور سے زمین کو روشن کردے گا اور اس کی تمام مشرق ومغرب پر حکومت ہوگی۔''

(۱)۔ ینابیع المودۃ ص ۴۴۷

قرآن میں نعمت خدا سے مراد کون؟

آیت: ''وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَاتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ''[1]

یعنی اللہ نے مثال پیش کی ہے اس قریہ والوں کی جو امن واطمینان میں تھے ان کے لئے ہر طرف سے فراوان روزی پہنچ رہی تھی پھر انہوں نے خدا کی نعمتوں کو جھٹلایا تو اللہ نے انہیں بھوک وخوف کا لباس پہنایا ان کے کاموں کے سبب اور بیشک انہیں میں سے ان کے پاس رسول آیا جسے انہوں نے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا کیونکہ وہ لوگ ظالم تھے۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ''فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلاَلاً طَيِّباً وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ''[2]

یعنی: اے امت اسلامی جو کچھ تمہارے خدا نے تمہیں حلال و پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ اور نعمت خدا پر اس کا شکریہ ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو تو۔

---

(۱)۔ سورہ نحل آیہ ۱۱۲ (۲) سورہ نحل، آیہ ۱۱۴

مؤلف: پہلی آیت میں جو ارشاد ہوا کہ فلاں قریہ والوں نے خدا کی نافرمانی کی اور پیغمبر کی تکذیب کی جس کے نتیجے میں ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا تو اس آیت سے پتہ چلا کہ خدا کی ان نعمتوں میں سے جن کے انکار کے نتیجے میں لوگ عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں ذات پیغمبر ہیں اور جو دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ خدا کی نعمتوں پر اس کا شکریہ بجالاؤ جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں یہاں اس آیت میں بھی نعمت خدا سے مراد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پھر تیسرے مقام پر ارشاد ہوا: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَاناً وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[1]

یعنی" اور تم سب (مل کر) خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اپنے حال (زار) پر خدا کے احسان کو (تو) یاد کرو جب تم آپس میں (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو خدا نے تمہارے دلوں میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا کر دی تو تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم (گویا) سلگتی ہوئی آگ کی بھٹی (دوزخ) کے کنارے کھڑے تھے اور گرا ہی چاہتے تھے کہ خدا نے تم کو اس سے بچا لیا تو خدا اس طرح سے اپنے

---

(۱)۔ سورہ آل عمران آیہ ۱۰۳

احکام کو بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ'' اس آیت میں بھی نعمتِ خدا سے مراد حضرت ذاتِ پیغمبر اسلام ﷺ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو تفرقہ بازی اور آتش جہنم سے نجات دی اور ان کے قلوب کو ایک دوسرے کے نزدیک کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے جنہوں نے نعمت کے مقابلے میں کفر کو اختیار کیا گویا انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی جگہ کفر کو اختیار کیا ہے لہذا رسولِ خدا کا انکار کفر کا باعث ہے اور جب رسول کا انکار کفر کا باعث ہے تو ان کے خلیفہ بلا فصل کا انکار بھی کفر کے ہی اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

فراری غلام کا سرانجام

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ: '' اِنَّمَا عَبْدٌ اَبَقَ عَنْ مَوَالِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ''[۱]

یعنی: ''رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی غلام اپنے آقا و مولا سے فرار ہوتا ہے بیشک اس نے کفر کیا۔''

۲۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اِنَّمَا عَبْدٌ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ''[۲]

ترجمہ'' اگر غلام اپنے مولا کی نافرمانی کرتا ہوا فرار ہوجائے تو اس

(۱)۔ مسند احمد ابن حنبل جلد ۴ (۲)۔ منتخب کنز العمال

کا خون حلال ہے۔''

مؤلف: مذکورہ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم فیصلہ کریں تو ہمارے لیے یہ فیصلہ کہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ کُنْتُ مَولَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَولَاہُ'' اور کچھ بزرگ حضرات نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا: ''ھَنِیْئاً لَکَ یَاعَلِی اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَولاکُلِّ مُؤمِنٍ وَمُؤمِنَۃٍ''

یعنی: ''اے علی آپ کو مبارک ہو آپ نے اس حالت میں صبح و شام کی کہ تمام مؤمنین و مؤمنات کے مولا قرار پائے۔'' اور پھر انہیں بزرگ حضرات نے سب سے پہلے علی علیہ السلام کے حق کو غصب کیا اور در فاطمہ علیہا السلام پر حملہ کیا اور نواسہ رسولؐ محسن کو شکمِ مادر میں شہید کیا اور بنت رسول کو طمانچہ مارا، لہٰذا ایسے افراد جنہوں نے مولا کا اقرار کرتے ہوئے اس طرح کے کام کیے کیا ایسے لوگ مسلمان کہلانے کے قابل ہیں۔

۳۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''مَن تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیہِ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِیْمَانِ مِنْ عُنُقِہٖ''[1]

ترجمہ'': جس غلام نے بھی اپنے مولا و آقا کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا آقا و مولا قرار دیا وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گیا جو اس کی گردن پر تھا۔

(۱)۔ مسند احمد بن حنبل جلد سوم

شفاعت کرنے والے کے لئے زندہ مردہ کا مسئلہ نہیں ہے

ابن عساکر ابوھریرہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اُطْلُبُوا الْمَعْرُوْفَ مِنْ رُحَمَاءِ اُمَّتِیْ تَعِیْشُوا فِیْ کَنَا فِهِمْ وَلاتَطْلُبُوْهُ مِنَ الْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ فَاِنَّ اللَّعْنَةَ تَنْزِلُ عَلَیْهِمْ یَاعَلِیُّ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ خَلَقَ الْمَعْرُوْفَ وَخَلَقَ لَهُ اَهْلاً فَحَبَّبَهُ اِلَیْهِ وَحَبَّبَ اِلَیْهِمْ فِعْلَهُ وَوَجَّهَ اِلَیْهِمْ طَلاَبِهِ کَمَا وَجَّهَ الْمَاءَ فِی الْاَرْضِ الْجَدْبَةِ اَلتَّحْیَابِهٖ وَیَحْیَابِهٖ اَهْلُهَا، اِنَّ اَهْلَ الْمَعْرُوْفِ فِی الدُّنْیَا هُمْ اَهْلُ الْمَعْرُوْفِ فِی الْاٰخِرَةِ''

یعنی: خدا نے نیکی کو خلق کیا اور اس کے اہل افراد کو بھی خلق کیا اور پھر نیکی انہیں عطا کی اور ان کے لئے نیک کاموں کو دوست رکھا لہٰذا وہ بھی نیک کام انجام دینے کو پسند کرتے ہیں اور پھر نیکوکاروں کو ایک دوسرے سے پہچنوایا، جیسا کہ خدا نے پیاسی زمین پر پانی برسایا، تاکہ وہ خشک و مردہ زمین زندہ ہو سکے اور اس پر رہنے والے اس پانی سے سیراب ہوسکیں، اے علی جو لوگ دنیا میں نیکوکار ہیں وہی آخرت میں بھی نیکوکار رہوں گے۔

مؤلف: اس آخری جملے سے پتہ چلتا ہے کہ نیک لوگوں کے مرنے سے ان کی نیکی ختم نہیں ہوجاتی ہے جس طرح وہ زندگی میں شفاعت کرسکتے تھے

مرنے کے بعد بھی اسی طرح شفاعت کر سکتے ہیں۔

روایت ابن النجار اصبغ ابن نباتہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی سائل نے آکر حضرت علی علیہ السلام سے اس طرح اپنی حاجت طلب کی: اے علی سب سے پہلے میں اپنی حاجت خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں پھر آپ کے سامنے لہٰذا اگر آپ نے میری حاجت پوری کر دی تو میں خدا کی حمد اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور اگر آپ میری حاجت کو پورا نہ کر سکے تو بھی خدا کی حمد کرتے ہوئے آپ کو معذور سمجھوں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "تم اپنی حاجت زمین پر لکھو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے چہرے پر سوال کرنے کی شرمندگی کو دیکھوں، اس سائل نے زمین پر لکھا کہ میں محتاج ہوں حضرت علی علیہ السلام نے اپنا اچھا والا لباس منگوا کر اسے دیا، اس شخص نے وہ لباس پہن کر حمد خدا کرتے ہوئے حضرت کا شکریہ ادا کیا، حضرت نے مزید سو ۱۰۰ دینار منگوا کر اسے دیدیے، اصبغ کہتے ہیں! اے امیر المومنین آپ کی طرف سے اس سائل کو وہ لباس دینا بھی کافی تھا پھر ان سو ۱۰۰ دینار دینے کی ضرورت کیا تھی؟ تو حضرت نے فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں سے ان کی منزلت ومرتبہ کے لحاظ سے رفتار کی جائے لہٰذا میرے نزدیک اس سائل کا یہی مرتبہ تھا کہ میں لباس کے علاوہ سو ۱۰۰ دینار بھی اسے عطا کروں۔

روایت: احمد بن حنبل اپنی کتاب میں ابن عباس سے اور وہ عمر بن خطاب اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سَيَكُونُ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ يُكَذِّبُونَ بِالرَّجْمِ وَبِالدَّجَّالِ وَالشَّفَاعَةِ وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ وَبِقَوْمٍ يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا امْتُحِنُوا''

یعنی: ''عنقریب تم لوگوں کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو زنا کی حد سنگسار اور شفاعت و دجال اور عذاب قبر کا انکار کرے گی اور ایک قوم کو عذاب آخرت سے امتحان کے بعد نکالے جانے کا بھی انکار کرے گی۔'' ارشاد خداوندی ہوتا ہے: ''لَاتَتَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ''

یعنی: ''جس قوم پر خدا نے اپنے غضب کو نازل کیا ہے اسے دوست نہ رکھو کیونکہ وہ لوگ آخرت سے مایوس ہیں جس طرح کفار اہل قبول (کی شفاعت) سے مایوس ہیں بیشک کفار آخرت سے اور اہل قبور دونوں کی طرف سے مایوس تھے گویا بعد از وفات پیغمبرؐ شفاعت سے مایوس ہونے والوں کو لفظ ''کافر'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ نتیجہ نکالنا بالکل آسان ہے کہ شیعوں کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بارہ اوصیاء سے اُمید لگانا رحمتِ خدا و شفاعت اور آخرت سے نا اُمید نہ

ہونے کی دلیل ہے ورنہ شیعوں میں اس طرح کا عقیدہ نہ ہوتا کیونکہ سورہ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے: ''لَا تَيْئَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ''

یعنی: ''رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا کیونکہ رحمتِ خدا سے سوائے کفار کے کوئی بھی مایوس نہیں ہوتا ہے۔ مزید سورہ آل عمران میں واضح طریقے سے خداوندعالم نے ہم انسانوں کو سمجھا دیا کہ: ''لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ''

یعنی: ''اے لوگوں جو لوگ راہ خدا میں مار دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ مت سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔''

نکتہ: پس جو لوگ راہ خدا پر ہوں چاہے ہمارے درمیان ہوں یا نہ ہوں وہ اللہ کے مقرب بندے ہیں خدا ان کے واسطے سے دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے اور ان کی شفاعت کو قبول کرتا ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں مستجاب الدعوات کون ہیں؟

آیت: ''أَمَّنْ يُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ''[1]

(۱)۔ سورہ نمل آیہ ۶۲

یعنی: ''بھلا وہ کون ہے کہ مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم لوگوں کو زمین کا وارث بناتا ہے۔''

مؤلف: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے علاوہ کون مستجاب الدعوات ہیں جو جب بھی کسی حالت میں بھی خدا کو پکاریں تو خدا ان کی دعاء کو قبول کرے لہٰذا بعد از پیغمبر آئمہ طاہرینؑ کی خلافت پر مذکورہ آیت اور بعد میں ذکر ہونے والی آیات دلالت کرتی ہیں۔

آیت ا: ''هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ'' [۱]

ترجمہ: ''وہی وہ خدا ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا۔''

آیت: ''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ'' [۲]

ترجمہ: ''اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔''

آیت: ''يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ'' [۳]

---

(۱)۔ سورہ انعام آیہ ۱۶۵ (۲)۔ سورہ نور آیہ ۵۵ (۳)۔ سورہ ص آیہ ۲۶

ترجمہ: ''اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔'' لہٰذا حکم عقلی کے تحت ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ صرف وہی افراد مسلمانوں پر حکومت اور خلافت کر سکتے ہیں جو احکام دین کا علم رکھتے ہوں اور امین وصادق ہوں اور جب یہ شرائط جن افراد میں پوری ہوں تو پھر تمام مسلمانوں پر بھی واجب ہے کہ ان کی اتباع کریں اور اگر اس طرح کے افراد نہ مل سکیں تو جو مؤمن وعادل افراد ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے نہ کہ تمام لوگوں کی جیسا کہ اس بات پر گواہ مذکورہ آخری آیت ہے جس میں حضرت داؤد کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا لہٰذا اب تم لوگوں کے درمیان حقائق پر مبنی فیصلے کرو اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل زمین خلیفہ خدا کی طرف محتاج ہیں اور اگر ہم کہیں کہ اہل زمین خود اپنے لئے خلیفہ کا تعین کر سکتے ہیں تو دور لازم آئے گا جو کہ محال وقبیح ہے۔

لہٰذا حکم عقل ونص قرآنی کے تحت ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب خدا نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا تو ''فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اِلَّا اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ'' ترجمہ: ''تمام کے تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافرین میں سے ہو گیا، لہٰذا جس طرح ابلیس کافر ہو گیا صرف ایک حکم خدا نہ ماننے کے نتیجے میں تو جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت وخلافت علی کا اعلان کیا تو اب اس حکم رسول کو نہ ماننا حکم خدا کو نہ ماننا ہے اور حکم خدا کو نہ ماننا کفر ہے لہٰذا ولایت وخلافت علی علیہ السلام کو نہ ماننے والے یا مان کر ٹھکرانے والے اور علی علیہ السلام کے حق کو غصب کرنے والے سب کے سب کافر ہیں۔

مسند احمد بن حنبل کی پہلی جلد میں واثلہ نافع بن عبدالحرث سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نقل کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر سے مقام عسفان میں میری ملاقات ہوئی میں ان کی طرف سے مکہ کا والی تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنے بعد کے لئے کسے والی مکہ مقرر کیا ہے؟ تو میں نے کہا: اپنے آزاد کردہ غلام ابن ابزی کو کیونکہ وہ قرآن پڑھنے میں اپنے علاقے کے تمام افراد سے ماہر ہے تو عمر یہ سن کر خاموش ہو گئے مگر افسوس بعداز وفات رسولؐ اس قانونِ عقلی کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا۔

خدا کا منافقین کو مچھروں کی مثال سے تعبیر کرنا

آیت: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ'' [1]

(۱)۔ سورہ بقرہ آیہ ۲۶

ترجمہ: ''اللہ کو اس بات میں حیاء کا مسئلہ درپیش نہیں کہ وہ مچھر یا اور کسی پست چیز کی مثال کو لوگوں کے سامنے پیش کرے، کیونکہ صاحبان ایمان جانتے ہیں کہ حق ان کے رب کی طرف سے ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کا اس طرح کی مثالوں کے پیش کرنے سے کیا مقصد ہے اس طرح کی مثالوں سے بہت سے لوگ ہدایت بھی پا جاتے ہیں اور بہت سے لوگ گمراہ بھی ہو جاتے ہیں اور گمراہ تو صرف فاسق لوگ ہی ہوتے ہیں۔

نکتہ: حشرہ شناسی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مچھر میں بعض ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو دوسرے حشرات میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

(۱): مچھروں کی اولادوں میں اپنے بڑے کی شباہتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔

(۲): نئی نسل کے تغذیہ کی جگہ بھی اپنے بزرگوں کی جگہوں سے مختلف ہوتی ہیں مثلاً: بعض مچھر اپنے تخم گزاری کے لئے مخصوص جگہوں کا انتخاب کرتے ہیں بعض تالابوں کے اطراف میں بعض گڑھوں و گندگیوں کے اطراف میں تو بعض صاف شفاف نہروں کے اطراف میں اور بعض درختوں کے اطراف میں اور مچھر انسانوں کے خون اور گندگی سے اپنا تغذیہ کرتے ہیں اور پھر اپنے تخم گزاری کے لئے مناسب جگہ کو ڈھونڈ کر تخم گزاری کرتے ہیں جس کے ۴۸ گھنٹے بعد ان سے بچے نکل آتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے جراثیم کی صورت میں ہوتے

ہیں اور سات دن کے رشد کرنے کے بعد وہ اڑنے یا کسی کو ڈسنے کے قابل ہوتے ہیں اور مچھر جسے بھی کاٹتے ہیں اسے ملیریا کی بیماری میں مبتلاء کردیتے ہیں۔

لہٰذا قرآن میں منافقین کو مچھر کی مثال سے تعبیر کیا گیا ہے کہ منافقین پست ترین افراد ہوتے ہیں جنکی خونخوار وگندی زندگی ہوتی ہے جو لبادہ اسلام اوڑھ کر اپنے اعمال وافکار سے اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اپنے لئے مال ودولت دنیا کو جمع کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور ہر طرح سے اسلام ومسلمین کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں لہٰذا کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

''قل انّ صلاتی'' میں صلاۃ سے مراد کیا ہے؟

آیت: ''قُلْ اِنَّ صَلاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''۔[1]

ترجمہ: ''اے رسول کہہ دو کہ میری نماز میری عبادات، میری زندگی، میری موت سب عالمین کے پروردگار کے لئے ہیں۔

مؤلف: اس آیت میں کلمہ ''صلاۃ'' کے معنی نماز کے نہیں ہیں کیونکہ کلمہ ''نسکی'' جس کے معنی عبادات کے ہیں وہ نماز کو بھی شامل ہے اگرچہ عام

---

(۱)۔سورہ انعام آیہ ۱۶۲

کے بعد خاص کو تو تاکید کے لئے ذکر کیا جاتا ہے مگر برعکس نہیں ہوتا ہے کیونکہ جس کی ساری عبادات خدا کے لئے ہوں تو اس کے لئے یہ کہنا کہ اس کی نماز بھی خدا کے لئے ہے معنٰی نہیں رکھتا ہے کیونکہ خدا کے لئے امور کے ہونے میں شدت وضعیف نہیں پایا جاتا ہے۔

تحلیل: کلمہ ''صلاۃ'' صلت کی جمع ہے جس طرح ''نبات'' جمع ہے نبت کی۔ صلت کے معنا تیز تلوار، اپنے ارادوں میں محکم مرد کے ہیں لہذا اس کے معنٰی یہ ہوں گے کہ میرے اہلبیت جو تیز شمشیر کی مانند اور اپنے کاموں وارادوں میں محکم ہیں کیونکہ انہیں علم ہے اور اپنے کاموں میں شک نہیں کرتے جو کام بھی میں ان سے کہتا ہوں انجام دیتے ہیں اطاعتِ خدا ورسول کرتے ہوئے اسی لئے خداوند عالم نے فرمایا: ''یَجْعَلُکُمْ خَلَائِفَ الْاَرْضِ''

یعنی: ''اللہ تم لوگوں کو زمین کا خلیفہ بنانے والا ہے۔''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میٹھی باتیں کرنے والے سخت دشمن

آیت: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ☆ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ

رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ ''[1]

ترجمہ: ''انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی باتیں زندگانی دنیا میں بھلی لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر خدا کو گواہ بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ بدترین دشمن ہیں۔'' ☆ ''اور جب آپ کے پاس سے منہ پھیرتے ہیں تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کھیتوں اور نسلوں کو برباد کرتے ہیں جبکہ خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔''

مؤلف: گویا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہو رہا ہے کہ تمہارے اطراف میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے تمہارا دل جیتنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ تمہاری کھیتی جو کہ ولایت وخلافت مطلقہ ہے اس پر قبضہ کریں اور زمین پر فساد برپا کریں اور تمہاری نسل کو ''محسن شہید'' کے ذریعے سے ختم کریں، اور دشمنوں نے بعد از وفات پیغمبرؐ ایسا ہی کیا پہلے علی علیہ السلام کا حق غصب کیا اور ان کی زوجہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا بنت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم میں موجود محسن کو شہید کیا اور پھر جس طرح دل چاہا زمین میں فساد پھیلایا صرف اور صرف علی واولاد علی علیہم السلام کی دشمنی میں اور اس بات میں تمام شیعہ اور دیگر منصفانہ افکار رکھنے

---

(۱)۔ سورہ بقرہ آیہ ۲۰۴۔ ۲۰۷۔

والے مفسّرین وتاریخ دانوں کا اتفاق ہے کہ یہ آیت: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ '' سے آخر تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ہجرت علی علیہ السلام کے پیغمبرؐ کے بستر پر بحکم رسولؐ سو جانے کی صورت میں علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی: ''مرضاۃ اللہ'' اسم مکان ہے یعنی: ''انتہائی شدت کے ساتھ محلِ رضایت پروردگار قرار پانے والا، کیوں نہ ہو شب ہجرت حضرت علی علیہ السلام نے بستر رسول پر سوکر کے رسول کی جان بچائی لہٰذا خدا نے علی علیہ السلام کی جان کے عوض انہیں اپنی رضایت کا محل قرار دیا، اور جب اس آیت کو پہلے موضوع والی آیت میں موجود لفظ ''السلم'' سے ملاتے ہیں تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے شخص کی ولایت کو اختیار کرو جو کہ خداوند عالم کی رضایت کا مرکز ہو۔

بارگاہِ الٰہی میں صف لگانے اور تسبیح کرنے والے کون؟

آیت: ''وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ''[1]

ترجمہ: اور ہم اس کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہونے والے ہیں اور ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہم ہی شجرہ نبوت، معدنِ رسالت، مختلف ملائکہ ہیں اور ہمارے ہی بارے میں انسانوں سے عہد لیا گیا ہے اور ہم ہی حجتِ خدا ہیں، نورِ الٰہی ہیں جو خلقت کائنات سے پہلے عرش

(۱)۔ سورہ صافات آیہ ۱۶۶

الٰہی کے سائے میں صف بستہ تسبیح میں مصروف تھے۔ لہٰذا اہل آسمان نے ہم ہی سے تسبیح الٰہی کرنا سیکھا ہے پھر ہمیں زمین پر بھیجا گیا تا کہ اہل زمین کو بھی تسبیح پروردگار کی تعلیم دیں۔ لہٰذا اہل زمین و آسمان کو تسبیح پروردگار کی تعلیم دینے والے ہم محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں شاید اسی لئے قرآن میں حضرت یونس کے بارے میں ارشاد ہوا: ''فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون ''[1]

یعنی: پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو روزِ قیامت تک اسی (مچھلی) کے شکم میں رہ جاتے۔

کتاب اثبات الھداۃ کی جلد اول کی چھٹی فصل میں سلیم بن قیس حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی خدا نے تمہارے اور تمہارے نائبین کے بارے میں میری دعا کو مستجاب کیا ہے، میں نے پوچھا ، یارسول اللہؐ وہ میرے نائب کون ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہی جن کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا: اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم ''یعنی خدا نے جن کی اطاعت کو اپنی اور میری اطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا: اے علی تم اور تمہاری نسل سے آنے والے میرے اوصیاء کی تعداد بارہ ہے جو قیامت کے دن بھی

---

(۱)۔ سورہ صافات آیہ ۱۴۳

حوضِ کوثر پر سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے، قرآن تم لوگوں کے ساتھ ہے اور تم لوگ قرآن کے ساتھ ہو، تمہارے اور قرآن کے درمیان ہرگز جدائی نہیں ہوگی تمہیں لوگوں کے ذریعے امت کی بخشش ہوگی، بارشیں برسیں گی، تم لوگوں کے ہی وسیلہ سے میری اُمت سے مصیبتیں وبلائیں دور ہوں گی، دعائیں مستجاب ہوں گی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ذرا میرے بعد آنے والے اپنے ان اوصیاء کے نام بتائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے میرے نام سے شروع کر کے آخری امام مہدی (عج) تک سب کے نام بتائے اور فرمایا: یہ آخری امام وہ حجتِ خدا ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

محمد وآل محمد علیہم السلام کا انتقام لینے والا کون؟

۱۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب جبرئیل نے پیغمبر اسلامؐ کو آکر کے خبر دی کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ کی اُمت آپ کے اس فرزند حسینؑ کو بھوکا پیاسا قتل کر ڈالے گی مگر گھبرانا مت خدا آخری قائمؑ کے ذریعے اس کا انتقام لے گا، پیغمبرؐ نے پوچھا وہ ہمارا قائم کون ہوگا؟ تو جبرئیلؑ نے خبر دی کہ وہ نسل حسینؑ سے آنے والا نواں فرزند ہوگا، پھر جبرئیلؑ نے ایک ایک کا نام لینا شروع کیا جب امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام تک پہنچے تو فرمایا: خدا ان کے صلب سے اس آخری قائمؑ کو جو کلمۂ حق، لسانِ صدق مظہر حق اور حجت خدا ہوگا اس کی

مخلوق پر اسے ظاہر کرے گا جو طویل غیبت کے بعد ظہور فرما کر اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرے گا، کفر واہلِ کفر کو ذلیل ورسواہ کرے گا، راوی کہتا ہے میں نے امّ المومنین عائشہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس بھی ان اوصیاء پیغمبرؐ کے نام لکھے ہوئے ہیں جن کے اسماء جبرئیل نے پیغمبرؐ کے سامنے بیان کیے تھے تو انہوں نے کہا ہاں اور پھر وہ نوشتہ لا کر مجھے دکھایا اور پھر لے جا کر چھپا دیا۔

٢۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: ''جب ہمارے قائمؑ ظہور کریں گے تو لوگوں کے درمیان حضرت داؤدؑ کی طرح حکم کریں گے اور انہیں دلیل کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ خدا انہیں الہام کرے گا اور وہ اپنے علم کے تحت فیصلے کریں گے جیسا کہ خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے ''ان فی ذلک لآیۃ للمتوسمین وانھا لسبیل مقیم ''(١) یعنی: بے شک ان چیزوں میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور یہ باقی رہنے والی راہ ہے اس آیت کے ذیل میں تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''نحن المتوسمون'' یعنی وہ متوسم ہم ہیں جو علامات سے حقائق تک پہنچنے والے ہیں یہ لفظ ''متوسمین'' قرآن میں صرف دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

(١)۔ سورہ حجر آیہ ۷۵

امام زمان علیہ السلام میں بعض انبیاء کی سنتیں

قَالَ الْاِمَامُ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِی علیہ السلام: فِی الْقَائِمِ مِنَّا سُنَنٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ سُنَّۃٌ مِنْ اَنْبِیَا آدَمٌ وَسُنَّۃٌ مِنْ نُوْحٍ وَسُنَّۃٌ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ وَسُنَّۃٌ مِنْ مُوْسیٰ وَسُنَّۃٌ مِنْ عِیْسیٰ مِنْ اَیُّوْبُ وَسُنَّۃٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَاَمَّا مِنْ سُنَّۃِ آدَمٌ وَنُوْحٍ فَطُوْلُ الْعُمْرِ.

وَاَمَّا مِنْ سُنَّۃِ مُوْسیٰ فَالْخَوْفُ وَالتَّقِیَّۃُ.

وَاَمَّا مِنْ سُنَّۃِ اِبْرَاهِیْم فَنخِفَاءِ الْوِلَادَۃِ وَاِعْتِزَالُ النَّاسِ.

وَاَمَّامِنْ سُنَّۃِ عِیْسیٰ فَاخْتِلَافُ النَّاسِ فِیْهِ.

وَاَمَّا مِنْ سُنَّۃِ اَیُّوب فَالْفَرَجُ بَعْدَ الْبَلْوىٰ.

وَاَمَّا مِنْ سُنَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَالْخُرُوْجُ بِالسَّیْفِ.[1]

ترجمہ: امام حسین ابن علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہمارے قائم میں چند انبیاء کی سنتیں پائی جاتی ہیں مثلاً: ہمارے بابا آدمؑ کی سنت، نوحؑ کی سنت، ابراہیمؑ کی سنت موسیٰؑ کی سنت، عیسیٰؑ کی سنت، ایوبؑ کی سنت، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت، سنت آدمؑ ونوحؑ طولِ عمر کے لحاظ سے ہے۔

سنتِ ابراہیمؑ ولادت کے مخفی رہنے اور لوگوں سے دوری کے لحاظ سے ہے۔

سنتِ موسیٰ خوف وتقیہ کے لحاظ سے ہے۔

سنتِ عیسیٰ لوگوں کے ان کے بارے میں اختلاف کے لحاظ سے ہے۔

سنتِ ایوب سختیوں کے بعد آسائش کے لحاظ سے ہے۔

سنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمشیر کے ساتھ خروج کرنے کے لحاظ سے ہے۔

امام زمان علیہ السلام کی چند خاص علامات

روایت ا: قال الامام الرضا علیہ السلام لِاَبَا صَلْت هَرْوِی: علامته ان یکون شیخ السن شاب المنظر حتی ان الناظر الیه لیحسبه ابن اربعین سنة او دونها وان من علامته ان لایهرم بمسرور الایام واللیالی حتی یاتیه اجله"(۱)

ترجمہ: امام رضا علیہ السلام اباصلت ھروی سے ارشاد فرمایا: اے اباصلت ہمارے قائم کے علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ سن رسیدہ ہونے کے باوجود جوان نظر آئیں گے یہاں تک کہ ان کی طرف دیکھنے والے انہیں چالیس سال یا اس سے بھی کم کا گمان کریں گے اور وہ دن ورات کے گزرنے کے باوجود بوڑھے نہیں ہوں گے یہاں تک کہ انہیں جوانی کی حالت ہی میں موت آئے گی۔

(۱)۔ بحار الانوار، ب ۵۱، ۳۰

روایت۲: قَالَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ..... "یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ وَعَلیٰ رَاسِهِ غَمَامَةٌ فِیْهَا مُنَادٍ یُنَادِیْ هٰذَا الْمَهْدِیُّ خَلِیْفَةُ اللهِ فَاتَّبِعُوْهُ"[1]

ترجمہ: پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مہدی ظہور کریں گے تو اس کے سر کے اوپر ایک بادل سایہ کیے ہوگا جس سے منادی نداء دے رہا ہوگا کہ یہ مہدی خلیفہ خدا ہیں لہٰذا اے لوگوں ان کی پیروی کرو۔

روایت۳: قال علی بن ابی طالب علیہ السلام: " المهدی من ذریتی یظهر بین الرکن و المقام علیه قمیص ابراهیم ، وحلة اسماعیل وفی رجله نعل شیث"[2]

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مہدی میری ذُرّیّت سے ہیں اور جب وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ظاہر ہوں گے تو ان کے جسم پر ابراہیم کی قمیض اور اسماعیل کی رداء اور ان کے پیروں میں شیثؑ کی نعلین ہوں گی۔

روایت۴: قال الامام الباقر علیہ السلام "اذا ظهر القائم علیہ السلام برایةِ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خاتم سلیمان و حجر موسیٰ وعصاه"[3]

---

(۱)۔ بحارالانوار ب۵۲، ص۳۸۵، باکمال الدین ب۲، ص۶۵۲

(۲) فرائد السمطین ب۲، ص۳۱۶، البیان (گنجی شافعی، ص۱۳۲

(۳)۔ غیبۃ نعمانی ص۲۳۸، ب۱۳، ص۲۸، معجم احادیث المہدی ب۳، ص۲۳۸

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب قائم آل محمد علیہم السلام ظہور فرمائیں گے تو ان کے ہاتھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم ہوگا اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ان کی انگلی میں ہوگی اور حضرتِ موسیٰ کا عصاء اور پتھر بھی ان کے پاس ہوں گے۔

روایت ۵: قال الامام الصادق علیہ السلام: "یکون علیه قمیص رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی کان علیه یوم اُحد وعمامته السحاب ودرع رسول الله السابغة وسیف رسول الله ذو الفقار"[1]

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب ہمارے آخری قائم قیام کریں گے تو ان کے جسم پر وہ لباس ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تن پر جنگ اُحد کے دن تھا اور پیغمبرؐ کا عمامہ آپؑ کے سر پر ہوگا اور پیغمبرؐ کی زرہ اور شمشیر جس کا نام ذوالفقار ہے یہ سب کے پاس ہوں گے۔

(۱)۔ غیبت نعمانی ص ۳۰۷ ب ۱۹ ح ۲، معجم الاحادیث المہدی ب ۳، ص ۳۸۷

امام زمان علیہ السلام کے چند اسماء مبارک

امام زمان علیہ السلام کے پانچ اسماء روایات میں ذکر ہوئے ہیں۔

۱۔مھدی علیہ السلام : قال الامام الباقر علیہ السلام: ''اذا قام مھدینا اھل البیت قسم بالسویة وعدل فی الرعیة من اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله وانما سمی المھدی لانه یھدی الی امرٍ خفیٍ ''۲ ترجمہ: امام باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جب ہم اہل البیت کے مہدیؑ ظہور فرمائیں گے تو برابر کی تقسیم کریں گے اور رعیت میں عدالت کو قائم کریں گے جس نے بھی ان کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور مہدی کا نام مہدی اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کی مخفی امور کی طرف ہدایت کریں گے۔''

۲۔الحجة علیہ السلام: کیونکہ خدا آپؑ کے ذریعے کائنات والوں پر اتمام حجت کرے گا۔''

۳۔صَاحِبُ الاَمر علیہ السلام: کیونکہ قرآن میں اوصیاء پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ لقب استعمال ہوا ہے مثلاً: ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ''۱

(۱)۔سورہ نساء آیہ ۵۹۔

ترجمہ: ''صاحبان ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر (جو اہلبیت پیغمبر سے ہیں) ان کی اطاعت کرو۔''

۴۔ مُنتَظَر علیہ السلام: سُئِلَ عن الامام الجواد علیہ السلام یابن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِمَ سُمِّیَ المنتظر؟ قالَ: لِاَنَّ له غیبة تکثر ایامها ویطول امدها فینتظر خروجه المخلصون وینکره المرتابون...''

ترجمہ: امام جواد علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ فرزند رسول امام زمانؑ کا نام منتظر کیوں قرار پایا ہے؟ تو حضرت نے جواب دیا: کیونکہ انہیں اتنی طولانی غیبت حاصل ہوگی جس میں صرف ان کے خالص پیروکاران کا انتظار کریں گے اور ان کے بارے میں شک کرنے والے لوگ ان کا انکار کر بیٹھیں گے۔

۵۔ قائم علیہ السلام: روایت: قال الامام الصادق علیہ السلام: ''سُمِّیَ القائمُ قیامه بالحق''[1] ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قائم کا نام اس لئے ہے کہ وہ آکر کے حق کو قائم کریں گے (ایسے وقت میں جب حق کو بالکل سے فراموش کر دیا گیا ہوگا)

امام زمان علیہ السلام کے وظائف

آیت: ''وَلَـهُ اَسْلَمَ مَنْ فِىْ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَكَرْهاً''۔(۱) رفاعہ بن موسیٰ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب ہمارے قائمؑ کا ظہور ہوگا تو زمین کا صرف وہ حصہ باقی رہ جائے گا جس سے صدائے ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه'' آرہی ہوگی۔

دوسری روایت میں ابن بکیر امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''یہ آیت ہمارے قائمؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب وہ ظہور فرمائیں گے تو شرق و غرب کے یہود و نصاریٰ و صائبین و زندیق و کفار کے سامنے پہلے اسلام کو پیش کریں گے اگر انہوں نے قبول کیا تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ لڑیں گے اور انہیں قتل کریں گے۔

اور پھر جو اپنی خوشی سے مسلمان ہوجائے گا تو اسے نماز و زکات کا حکم دیں گے یہاں تلک کہ مشرق و مغرب میں سوائے کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینے والے کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہ جائے گا۔

---

(۱)۔سورہ آل عمران آیہ ۸۳

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''ارسلہ ،محجۃ کافیۃ ،وموعظۃ شافیۃ ،ودعوۃ متلاقیۃ واظھر بہ الشرایع المجھولۃ،وقمع بہ البدع المدخولۃ،وبین بہ الاحکام المفصولۃ،فمن تبع غیر الاسلام دیناً تتحقق شقوتہ ،وتنفصم عروتہ وتعظم کبوتہ ویکن مآبُہٗ،الی الحزن اطویل والعذاب للوبیل''(۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکمل دلیل شفا بخش نصیحت اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے (شریعت) کی نامعلوم راہیں آشکار کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن وسنت) میں بیان کئے ہوئے احکام واضح کئے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو اس کی بدبختی مسلم ہے، اس کا شیرازہ درہم برہم اور اس کا منہ کے بل گرنا سخت اور حزن طویل اور مہلک عذاب ہے۔

قرآن کا امام زمان علیہ السلام کے بارے میں خوشخبریاں سنانا

۱:''وَنُرِيدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

(۱)۔نہج البلاغہ ص ۱۵۹۔

وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ''۔ ا

ترجمہ: اور ہم تو یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو لوگوں کا پیشوا بنائیں اور ان ہی کو اس سرزمین کا مالک بنائیں اور انہیں روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں۔

۲۔ ''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ''۔ ۲

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے ایمان لانے اور عمل صالح بجالانے والوں سے کہ وہ انہیں روئے زمین پر ضرور اپنا نائب مقرر کرے گا، جس طرح ان لوگوں کو نائب بنایا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس پر انہیں ضرور پوری قدرت دے گا اور ان کے خوف کو امن واطمینان سے بدل دے گا جو میری ہی عبادت کرنے والے ہیں اور کسی کو ہمارا شریک نہیں بنانے والے ہیں اور جو شخص اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں۔

(۱)۔ سورہ قصص آیہ ۵ (۲)۔ سورہ نور آیہ ۵۵

۳: ”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ“ ۱؎

ترجمہ: ”ہم نے تو تورات کے بعد زبور میں یہ لکھ دیا تھا کہ روئے زمین پر ہمارے نیک بندے وارث بنیں گے۔“

۴: ”هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ“ ۲؎

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ مبعوث کر کے بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے گا اگرچہ مشرکین برا ہی کیوں نہ مانیں۔“

صاحبِ المیزان کے خلیفہ خدا کے نظریہ پر اعتراض

صاحب المیزان کا سورہ اعراف کی آیہ ۱۲ ”ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ“ کے بارے میں یہ کہنا کہ: ”اِنَّ السَّجْدَةَ كَانَتْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لِجَمِيْعِ بَنِيْ آدَمَ“ یعنی سجدہ کا جو ملائکہ کو خطاب ہوا وہ تنہا حضرت آدم کے لئے نہ تھا بلکہ تمام بنی آدم کے لئے تھا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ جسطرح حکم خلافت تنہا حضرت آدم کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا۔

---

(۱)۔ سورہ انبیاء آیہ ۱۰۵ (۲)۔ سورہ فتح آیہ ۲۸

مؤلف: ان بزرگوار سے ہمارا سوال ہے کہ اگر بقول آپ کے مسجود ملائکہ وخلیفہ الٰہی سے مراد تمام بنی نوع انسان ہیں تو پھر آپ حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ کی جنگ اور امام حسین علیہ السلام و یزید کی جنگوں کی کیا توجیہ کریں گے کیونکہ آپ کے نظریہ کے تحت سب کے سب خلیفہ الٰہی ہیں اور اس طرح جتنے بھی ظالمین ہیں ان کے خلاف اٹھنے کے بجائے ان کی پیروی کرنی ہوگی کیونکہ بقول آپ کے تمام بنی نوع انسان خلیفہ خدا ہیں۔ ثانیاً آپ اس آیت: ''اِمَّا یَاتِیَنَّکُمْ مِنِّی هُدًی'' کی کیا توجیہ کریں گے؟ اور سورہ اعراف کی اس آیت: ''فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ فَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ'' کی کیا توجیہ کریں گے؟ اور اس آیت: ''کِتَابٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ'' میں مومنین سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور اس آیت: ''اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ وَلَاتَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلًا مَا تَذَکَّرُوْنَ'' کا خطاب کن لوگوں سے ہے اور اگر روایات کی طرف رجوع کریں تو تفسیر عیاشی وقمی میں اس آیت: ''اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَاتَعْلَمُوْنَ'' کے ذیل میں حضرت علی علیہ السلام سے یہ روایت نقل ہے کہ ''اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَخْلُقَ خَلْقًا بِیَدِیْ وَاَجْعَلُ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ اَنْبِیَاءَ وَمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادًا صَالِحِیْنَ وَاَئِمَّةً مُهْتَدِیْنَ اَجْعَلُهُمْ خُلَفَاءَ

عَلٰی خَلْقِی فِیْ اَرْضِی یَنْهُوْنَهُمْ عَنْ مَعْصِیَتِیْ وَیُنْذِرُوْنَهُمْ مِنْ عَذَابِیْ وَیَهْدُوْنَهُمْ اِلٰی طَاعَتِی وَ یَسْلُکُوْنَ بِهِمْ سَبِیْلِیْ وَاَجْعَلَهُمْ لِیْ حُجَّةً عَلَیْهِمْ وَعُذْرًا وَنُذْرًا وَاُبِیْنَ النَّسْنَاسَ عَنْ اَرْضِیْ وَاُطَهِّرُهَا مِنْهُمْ وَاَنْقُلُ مَرَدَةَ الْجِنِّ الْعُصَاةَ عَنْ بَرِیَّتِیْ وَخَلْقِیْ وَخِیَرَتِیْ وَاَسْکَنَهُمْ فِی الْهَوَاءِ وَفِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ فَلَایُجَاوِرُوْنَ نَسْلَ خَلْقِیْ وَاجْعَلْ بَیْنَ الْجِنِّ وَبَیْنَ خَلْقِیْ حِجَاباً فَلَایَرٰی نَسْلَ خَلْقِیْ الْجِنَّ وَلَایُجَالِسُوْنَهُمْ وَلَایُخَالِطُوْنَهُمْ فَمَنْ عَصَانِیْ مِنْ نَسْلِ خَلْقِیْ الَّذِیْنَ اَصْطَفَیْتُهُمْ اَسْکَنْتُهُمْ مَسَاکِنَ الْعُصَاةِ اَوْرَدْتُهُمْ مَوَارِدَهُمْ وَلَااُبَالِیْ"

یعنی: "اللہ تعالیٰ نے اس جملہ "کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم لوگ نہیں جانتے ہو۔"

ارشاد فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ اپنے دستِ قدرت سے ایسی مخلوق کو خلق کروں اور اس کی ذریت میں انبیاء و مرسلین اور صالح بندوں اور ہدایت کرنے والے آئمہ کو قرار دوں اور اپنی زمینی مخلوق پر انہیں خلیفہ قرار دوں جو لوگوں کو میری نافرمانی سے روکیں اور انہیں میرے عذاب سے ڈرائیں اور میری اطاعت کی طرف ان کی ہدایت کریں تا کہ ان کی ہدایت کے ذریعے

سے میری راہ پر گامزن ہو جائیں اور ان سے ہدایت کرنے والوں کو میں نے لوگوں پر اپنی حجت قرار دیا ہے تاکہ انہیں ڈرا سکوں اور ان ہادیوں کے ذریعے سے شیاطین کو لوگوں سے دور کر سکوں اور زمین کو شیاطین سے پاک کر سکوں اور تمرد کرنے والے معصیت کار افراد کو ان سے دور کر سکوں لہٰذا وہ لوگ ایسے لوگوں کیساتھ اٹھنا بیٹھنا نہیں رکھتے ہیں لہٰذا اگر میری مخلوق میں سے کوئی میری نافرمانی کرے گا تو اسے نافرمان و معصیت کاروں کے ساتھ رکھوں گا اور انہیں ان کے بدترین ٹھکانوں میں قرار دوں گا اور مجھے اس کام میں کسی کا خوف بھی نہیں ہے''۔

مؤلف: روایت میں لفظ ''خلق'' سے معلوم ہوا کہ یہاں خدا کی مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی اولاد میں جو انبیاء و رسل و صلحا و آئمہ قرار پانے والے ہیں وہ مراد ہیں۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ بھی روایت منقول ہے: '' فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی آدَمَ اِنَّمَا ھٰذَا الْغُلَامُ ھِبَۃٌ مِنِّیْ لَکَ فَسَمِّہٖ ھِبَۃَ اللّٰہِ قَالَ فَسَمَّاہُ ھِبَۃَ اللّٰہِ قَالَ فَلَمَّا دَنٰی اَجَلُ آدَمَ اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ :اَنْ یَا آدَمُ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُ رُوْحِکَ اِلٰی یَوْمِ کَذَا فَاَوْصِ اِلٰی خَیْرِ وَلَدِکَ وَھُوَ ھِبَتِیْ اَلَّذِیْ وَھَبْتُہٗ لَکَ فَاَوْحِ اِلَیْہِ وَسَلِّمْ اِلَیْہِ مَاعَلَّمْنَاکَ مِنَ الْاَسْمَاءِ وَالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ فَاجْعَلْ

ذٰلِکَ فِیْ تَابُوتٍ فَاِنِّی اُحِبُّ اَنْ لَایَخْلُوْاَرْضِیْ مِنْ عَالِمٍ یَعْلَمُ عِلْمِیْ وَیَقْضِیْ بِمُحَکَمِیْ اَجْعَلُہٗ حُجَّتِیْ عَلٰی خَلْقِیْ...... فَاَمَرَ الْاٰدَمَ بِالتَّابُوْتِ فَحَمَلَ ثُمَّ جَعَلَ فِیْہِ عِلْمِہٖ وَالْاَسْمَاءِ وَالْوَصِیَّۃَ ثُمَّ دَفَعَہٗ اِلٰی ھِبَۃِ اللّٰہِ وَتَقَدَّمَ اِلَیْہِ فِیْ ذٰلِکَ ...وَقَالَ اُنْظُرْمَاھِبَۃَ اللّٰہِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاغْسِلْنِیْ وَکَفِّنِی وَصَلِّ عَلَیَّ وَادْخِلْنِیْ فِیْ حُضْرَتِیْ فَاِذَا مَضٰی بَعْدَ وَفَاتِیْ اَرْبَعُونَ یوماً فَاَخْرِجْ عِظَامِیْ کُلُّھَا مِنْ حُفْرَتِیْ فَاجْمَعْھَا جَمِیْعاً ثُمَّ اجْعَلْھَا فِیْ التَّابُوْتِ وَاحْتَفِظْ بِہٖ

یعنی: ''اللہ تعالی نے حضرت آدم کو وحی کی کہ یہ بیٹا جو ہم نے تمھیں دیا ہے اس کا نام ''ھبۃ اللہ'' رکھو اور جب حضرت آدمؑ کا وقت وفات نزدیک ہوا تو خدا نے آدم کو وحی کی کہ اے آدم ہم عنقریب تمھیں موت دینے والے ہیں اور تمہاری روح کو اپنی طرف لوٹانے والے ہیں لہٰذا اپنے بہترین فرزند ''ھبۃ اللہ'' کو وصیتیں کردو اور میں نے جو علم نبوت اور علم اسماء و علم اسماء اعظم تمھیں دے ہیں انہیں ایک صندوق میں قرار دو کیونکہ میں چاہتا ہوں میری زمین ایسے عالم سے خالی نہ ہو جو میرا علم رکھتا ہو اور میرے فیصلوں کے مطابق فیصلے کرے اور میں اسے اپنی مخلوق پر اپنی حجت قرار دوں۔

لہٰذا حضرت آدمؑ نے ایک صندوقچہ بنانے کا حکم دیا پھر اس میں تمام علوم

واسماء اور وصیتوں کو رکھا اور اسے ''ھبۃ اللہ'' (یعنی حضرت شیث) کو دیتے ہوئے اس کی حفاظت کی تاکید کی اور فرمایا: اے ''ھبۃ اللہ'' جب مجھے موت آجائے تو تم مجھے غسل وکفن دینا اور مجھ پر نماز پڑھانا اور مجھے قبر میں اتارنا، اور جب مجھے مرے ہوئے چالیس دن گزر جائیں تو میری قبر سے میری ہڈیاں نکال کر اسی صندوقچہ میں رکھ دینا۔

مؤلف: معلوم ہوا کہ یہاں اسماء سے مراد تمام موجودات کے اسماء تو ہونے سے رہے بلکہ یہاں اسماء سے مراد مسمات ہیں (یعنی محمد آل محمد علیہم السلام)

شیخ ممتاز بن عبداللہ کے پہلے شبہ کا جواب

شیخ ممتاز اپنی کتاب العقیدہ الصحیحہ میں تمام صحابہ کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا: '' اِنَّ اللّٰہَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ کَانَ فِی قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنَ الْاِیْمَانِ ''

یعنی: '' اگر کسی کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو خدا اسے آتش جہنم سے نجات دے گا۔'' اور پھر لکھتے ہیں کہ: '' وَمِنَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ الْحُبَّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضِ فِی اللّٰہِ وَالْمُوَالَاۃِ فِی اللّٰہِ وَالْمُعَادَاتِ فِی اللّٰہِ فَیُحِبُّ الْمُؤمِنُ الْمُؤمِنِیْنَ وَیَبْغِضُ الْکُفَّارَ

وَيُعَادِيهِمْ وَعَلَىٰ رَأْسِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

یعنی "ایمان باللہ کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرنا لہذا مومن دوسرے مومنین کو خدا کی خاطر دوست رکھتا ہے اور کفار سے خدا ہی کی خاطر دشمنی کرتا ہے اور اس اُمت کے مومنین میں سے سب سے اعلیٰ درجہ پر اصحاب نبیؐ ہیں۔

مؤلف: ہم شیخ ممتاز کو جواب دیتے ہیں کہ صاحبان عقل کے درمیان یہ محاورہ بھی مشہور ہے کہ "جب بھی صحابہ کی محبت میں اتنے زیادہ اندھے و بہرے ہو گئے کہ اب آپ کو صحابہ کے عیوب بالکل نظر ہی نہیں آرہے ہیں" مزید یہ کہ آیات ہمارے مطلب کی تائید کرتی ہیں۔

ا۔"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفاً فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفاً لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزاً إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ"[1]

(۱)۔ سورہ انفال آیہ ۱۵

ترجمہ: ''اے ایمان والو جب تم کفار سے میدان جنگ میں مقابلہ کرو تو (خبردار) ان کی طرف پیٹھ نہ دکھانا اور جو آج کے دن پیٹھ دکھائے گا وہ غضب الٰہی کا حق دار ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو بدترین انجام ہے علاوہ ان لوگوں کے جو جنگی حکمت عملی کی بنا پر پیچھے ہٹ جائیں گے یا کسی دوسرے گروہ کی پناہ لینے کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دیں۔'' اور سورہ توبہ کی ۲۵،۲۷ بھی اس مطلب پر گواہ ہے۔

۲۔''لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ☆ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ'' [1]

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے کثیر مقامات پر تمہاری مدد کی ہے اور حنین کے دن بھی تمہیں اپنی کثرت پر ناز تھا لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور تمہارے لئے زمین اپنی وسعتوں سمیت تنگ ہوگئی اور اس کے بعد تم پیٹھ پھیر کر

---

(۱)۔ سورہ توبہ آیہ ۲۵،۲۷

بھاگ نکلے ☆ پھر اس کے بعد خدا نے اپنے رسول اور صاحبان ایمان پر سکون نازل کیا اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کفر اختیار کرنے والوں پر عذاب نازل کیا کہ یہی کافرین کی جزا اور ان کا انجام ہے ☆ اس کے بعد خدا جس کی چاہے گا توبہ قبول کرے گا کہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔'' سورہ آلِ عمران میں ارشاد ہوا۔

۳:'' قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ''[۱]

ترجمہ:''تم سے پہلے مثالیں گزر چکی ہیں اب تم زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔'' اسی سورہ آل عمران میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

۴:'' إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ☆ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ''[۲]

ترجمہ:''جو لوگ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل

(۱)۔سورہ نحل آیہ ۳۶ (۲)۔سورہ آل عمران آیہ ۲۲

کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دینے والے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے ☆ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی برباد ہو گئے اور آخرت میں بھی ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

۵۔ سورہ توبہ کی آیہ میں ارشاد ہوا: '' اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ[1]

ترجمہ: '' کیا تم اس قوم سے جہاد نہیں کرو گے جس نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے اور رسول کو وطن سے نکال دینے کا ارادہ بھی کر لیا ہے دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: '' وَاِنْ نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ''[2]

ترجمہ: '' اور اگر یہ عہد کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سربراہوں سے کھل کر جہاد کرو کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے شاید یہ اسی طرح اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔''

نکتہ: اب ہم اہل تحقیق کو دعوت دیتے ہیں کہ بغیر تعصب کی عینک کے تاریخ اسلام کے اوراق کی جانچ پڑتال کریں تاکہ انہیں پتہ چلے کہ تاریخ اسلام میں وہ عہد کو توڑنے والی پیمان شکن کون کون لوگ تھے۔

---

(۱)۔ سورہ توبہ آیہ ۱۳ (۲)۔ سورہ توبہ ۱۲

مظلومیت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پر روایات

روایت۱: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّی فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِی''۔[1]

ترجمہ: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضب ناک کیا گویا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

روایت۲: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: '' فَاطِمَةُ مِنِّی وَاَنَا مِنهَا ،مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِی وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَد آذَی اللّٰهُ''[2]

ترجمہ: '' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ مجھ سے ہے اور میں فاطمہ سے ہوں جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

روایت۳: قالت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: '' وَیلَکُمْ مَا اَسْرَعَ مَا خَتَمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فِینَا اَهْلَ الْبَیْتِ وَقَدْ اَوصَاکُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِاِتِّبَاعِنَا وَمَوَدَّتِنَا وَالتَّمَسُّکِ بِنَا''[3]

ترجمہ: '' فاطمہ بنت پیغمبرؐ بعد از وفات رسول مسلمانوں کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم کو یاد کر کے یوں ارشاد فرماتی ہیں'' افسوس ہے اے

(۱)۔ صحیح بخاری ب۵، ص۳۶ (۲)۔ الامامة والسیاسة (ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۰ ج۱ ص۱۴ طبع مصر
(۳)۔ عوالم ب۱۱ ص۶۱۲، علم الیقین ب۲ ص۶۸۷

مسلمانوں تم پر کہ تم لوگوں نے باوجود حکم خدا اور رسولؐ کے جو انہوں نے ہم اہلبیتؑ کے بارے میں ارشاد فرمائے تم لوگوں نے خیانت کی جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم لوگوں سے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری اتباع کرنا اور ہم سے مودت رکھنا اور ہم ہی سے تمسک رکھنا۔

روایت۴: قالت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''یَـا اَبَـابَـکْـرٍ لَـمْ تَـمْـنَـعُنِی مِیرَاثِی مِنْ اَبِی رَسُو لُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَخْـرَجْـتُ کَیْلِی مِنْ فِدَکٍ وَقَدْ جَعَلَهَا لِی رَسُولٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالیٰ''[1]

ترجمہ: ''فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتی ہیں: اے ابوبکر کیوں تم نے میرے باپ کی میراث فدک کو مجھ سے لیا اور فدک سے میرے کارگیروں کو کیوں باہر نکالا جبکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام بحکم خدا انجام دیا تھا۔''

روایت۵: عن ابن عباس: ''فَـغَـضِـبَـتْ فَـاطِـمَـةُ بِـنْـتُ رَسُـولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهَجَرَتْ اَبَابَکْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجَرَتُهَا حَتّیٰ تُوُفِّیَتْ''[2]

ترجمہ: ''ابن عباس راوی ہیں کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر سے ناراض رہیں اور ان کی یہ ناراضگی ختم نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔

(۱)۔ سنن بیہقی ج ۶ ص ۳۰۰ (۲)۔ صحیح بخاری ج ۴ ص ۹۶

روایت:۶ قالت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''تَعلَمُونَ اَنَّ عُمَرَ جَاءَنِیْ وَحَلَفَ لِیْ بِاللّٰہِ اِنْ عُدْتُمْ لَیُحْرِمَنَّ عَلَیْکُمُ الْبَیْتَ''۔[1]

ترجمہ: ''بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتی ہیں: ''اے لوگوں تم لوگ جانتے ہو کہ (میرے بابا کی وفات کے بعد) عمر نے میرے گھر کے دروازے پر آ کر کے قسم کھا کر کے کہا تھا کہ (اے اہل بیت رسولؐ) اگر آپ لوگوں نے (ابوبکر کی) بیعت سے انکار کیا تو میں دروازے کو جلا کر آپ لوگوں پر گرادوں گا۔

روایت ۷: قالت فاطمۃ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''نَشُدُتُکُمَا اللّٰہُ اَلَمْ تَسْمَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّی مَنْ آذَاھَا فَقَدْ آذَانِی رِضَا فَاطِمَۃُ مِنْ رَضَایِ وَسَخَطُ فَاطِمَۃَ مِنْ سَخَطِی اَحَبُّ اَنْکُمَا اسْتَخَطْتُمَا نِی وَمَا اِرْضَیْتُمَانِی وَلَئِنْ لَقِیْتُ النَّبِیَّ لَا شْکُوکُمَا اِلَیْہِ''۔[2]

ترجمہ: بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر وابوبکر کو قسم دیتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں: ''میں تم دونوں کو خدا کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں کہ کیا تم لوگوں نے

---

(۱)۔ کنز العمال ج۵،ص۶۵۱،۱۱، استیعاب ج۳،ص۲۳۶

(۲)۔ دلائل الامامۃ والسیاسۃ ج ۳،۱۲،۱۴، اعلام النساء ج۴،ص۳۱۴، صحیح بخاری ج۵، صحیح مسلم ج۲،ص۷۲، تاریخ طبری ج۳،ص۲۰۲، سنن البیہقی ۶،ص۳۰۰، مسند احمد بن حنبل ج۱،ص۶

میرے بابا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور میں اس سے ہوں، جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، فاطمہ کی خوشنودی میری خوشنودی ہے اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے جس نے بھی فاطمہ کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا، جس نے بھی فاطمہ کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا ابوبکر وعمر دونوں جواب دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے یہ الفاظ پیغمبرؐ سے سنے ہیں، تو حضرت فاطمہ الزہراؑ ان سے فرماتی ہیں کہ میں خدا اور ملائکہ کو گواہ بناتے ہوئے کہتی ہوں کہ تم دونوں افراد نے مجھے غضب ناک کیا ہے اور میری خوشنودی کے اسباب کو مہیا نہیں کیا ہے یاد رکھو جب بھی میں اپنے بابا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی ان کے سامنے شکایت کروں گی۔

اللہ کو کیسے پکارا جائے اور نعمتِ خدا سے کیا مراد ہے؟

سورہ اعراف میں ارشاد ہوا: ”وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ“

یعنی: ”خدا کے لئے اسماء حسنٰی ہیں جن کے ذریعے سے اسے پکارو اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو اسماء خدا میں الحادگری کرتے ہیں ان لوگوں کو عنقریب ان کے اس کام کی سزا مل جائے گی، پھر آگے دوسری جگہ ارشاد ہوا: ”وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ“

یعنی: ''مخلوق میں ایک اُمت ایسی ہے کہ جو حق کی طرف ہدایت کرتی ہے اور عدالت کے ساتھ فیصلے کرتی ہے۔'' سورہ حج میں ارشاد ہوا: ''وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ''

یعنی: جو بھی مسجد الحرام میں الحاد گری کا ارادہ کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔'' سورہ ابراہیم میں ارشاد ہوا: ''أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ''

یعنی: ''اے پیغمبر کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے نعمتِ خدا کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے دھانے تک پہنچا دیا۔

مؤلف: اب اہل اسلام و تاریخِ اسلام کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ کن لوگوں نے نعمتِ خدا کی قدر کی اور کن لوگوں نے کفر و نفاق کی راہ کو اپنایا لہٰذا خدا نے پہلے گروہ کو عزت و منزلت سے نوازا اور دوسرے گروہ کو ذلیل و رسوا کیا دنیا و آخرت دونوں میں کیونکہ سورہ مائدہ کی آیت: ''وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي'' کا اعلان ولایت و وصایت و خلافت علی علیہ السلام کے بعد کرنا خود بتا رہا ہے کہ جس نے علیؑ کی ولایت و خلافتِ بلافصل کو قبول کیا وہی دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہے اور جس نے اس ولایت و خلافت کو قبول نہ کیا یا انکار کیا تو وہ دنیا و آخرت دونوں جہان میں ذلیل و رسواء ہوا اور آیت کے حکم کے تحت ایسے ہی لوگوں کے

لئے دردناک عذاب ہے۔ روایت: ''امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''نَحنُ وَاللّٰہِ نِعمَتُ اللّٰہِ الَّتِیْ اَنعَمَھَا اَنعَمَ بِھَا عَلیٰ عِبادِہٖ وبِنایَفُوزُ مَنْ فَازَ''

یعنی: ''اللہ کی قسم نعمتِ خدا سے قرآن میں مراد ہم محمد وآلِ محمد علیہم السلام ہیں جسے خدا نے اپنے بندوں کو عطاء کیا ہے، ہمارے ہی ذریعے سے لوگ فیضاب ہوتے ہیں، لہٰذا دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے محمد و آل محمد علیہم السلام سے تمسک رکھنا ہوگا وگرنہ خسرتِ الدُّنیاوَالآخِرۃ کا مصداق کامل قرار پائے گا۔'' وسائل الشیعہ کے کتاب النکاح کے باب ''اولاد واحکامھم'' میں کتاب ثواب الاعمال (شیخ صدوق) ایک روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْبَنَاتُ حَسَنَاتٌ وَالْبَنُونَ نِعمَۃٌ وَالْحَسَنَاتُ یُثَابُ عَلَیْھَا وَالنِّعْمَۃُ یُسْأَلُ عَنْھَا''

یعنی: ''بیٹیاں نیکیاں ہیں اور بیٹے نعمت ہیں اور نیکیوں پر ثواب دیا جاتا ہے اور نعمت کے بارے میں سوال ہوگا۔ تفسیر قمی میں بھی ایک روایت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''نَحنُ وَاللّٰہِ نِعمَۃُ اللّٰہِ الَّتِیْ اَنعَمَ بِھَا عَلیٰ عِبادِہٖ وَبِنافَازَ مَنْ فَازَ''

یعنی: ''اللہ کی قسم نعمت خدا سے مراد (قرآن میں) (ہم محمد و آل محمد علیہم السلام) ہیں جن کے ذریعے سے نجات پانے والے نجات پاتے ہیں۔ قرآن میں مختلف مقامات پر ارشاد ہوا:

۱۔ ''وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ''[۱]

ترجمہ: ''اور جو شخص بھی نعمتوں کے آجانے کے بعد انہیں تبدیل کردے گا وہ یاد رکھے کہ خدا کا عذاب بہت شدید ہوتا ہے۔''

۲۔ ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ''[۲]

ترجمہ: ''خدا کی نعمت کو یاد کرو اس نے کتاب و حکمت کو تمہاری نصیحت کے لئے نازل کیا ہے۔''

۳۔ ''فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ''[۳]

ترجمہ: ''پس یہ مجاہدین خدا کے فضل و کرم سے یوں پلٹ آئے کہ کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔''

۴۔ ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا''[۱]

(۱)۔ سورہ بقرہ، آیہ ۲۱۱۔ (۲)۔ سورہ بقرہ آیہ ۲۳۱

(۳)۔ سورہ آل عمران آیہ ۱۷۴ (۴)۔ سورہ مائدہ آیہ ۷

ترجمہ: ''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت اور اس کے اس عہد کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا ہے جب تم نے یہ کہا کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت کی۔''

۵۔ ''اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ'' [۱]

ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو خدا نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا۔''

۶ ''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا'' [۲]

ترجمہ: '' کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفران نعمت سے تبدیل کر دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کی منزل تک پہنچا دیا۔''

۷۔ ''فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ... ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ'' [۳]

ترجمہ: '' خدا نے انہیں ان کے گناہوں کی گرفت میں لے لیا، یہ اس لئے کہ خدا کسی قوم کو دی ہوئی نعمت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اسے تبدیل نہ کر دیں۔''

---

(۱) سورہ مائدہ آیہ ۱۱ (۲) سورہ ابراہیم آیہ ۲۸ (۳) سورہ انفال آیہ ۵۲۔۵۳

۸۔ ’’یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْكِرُونَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُوْنَ‘‘ [۱]

ترجمہ: ’’یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں اور ان کی اکثریت کافر ہیں۔‘‘

۹۔ ’’وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ‘‘ [۲]

۱۰۔ ’’وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ‘‘ [۳]

ترجمہ: ’’اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس کے بعد جب تمہیں کوئی تکلیف چھو لیتی ہے تو تم اسی سے فریاد کرتے ہو۔‘‘

۱۱۔ ’’اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ‘‘ [۴]

ترجمہ: ’’اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تو۔‘‘

موضوع: آیہ: ’’وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ‘‘ [۵]

---

(۱)۔ سورۂ نحل آیہ ۸۳ (۲)۔ سورۂ نحل آیہ ۵۳ (۳)۔ سورۂ نحل آیہ ۱۱۴

(۴)۔ سورۂ نحل آیہ ۱۱۴ (۵)۔ سورۂ عنکبوت آیہ ۶۷

ترجمہ: ''اور خبردار خدا کو ظالمین کے اعمال سے غافل نہ سمجھ لینا کہ وہ انہیں اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں خوف سے پتھرا جائیں گی۔''

اسی طرح سورہ آل عمران کی آیہ ۵۴ اس مطلب پر دلالت کر رہی ہے:
''وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ'' یعنی: ''انہوں نے اللہ سے مکر کیا اللہ نے ان کے ساتھ مکر کا بدلہ دیا اور اللہ بہترین بدلہ دینے والا ہے۔

مؤلف: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کا مکر و فریب یہ تھا کہ کہ جہاد میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے کے عنوان سے شرکت کرتے تھے اور پھر میدانِ جنگ میں پہنچ کر الٹے پاؤں فرار ہو جاتے تھے تاکہ مسلمانوں کو شکست ہو اور پیغمبر کو بدنام کرسکیں حتیٰ حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر بھی منافقین نے آنحضرت کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا جس کے بارے میں خدا نے اپنے نبی کو آگاہ کر دیا تھا جس سے منافقین کا نقشہ خاکستر ہو گیا تھا۔

شیخ ممتاز بن عبداللہ کے دوسرے شبہ کا جواب

شیخ کا یہ کہنا کہ اصحاب کے درمیان اختلاف ان کے جہاد کی بنا پر تھا اور مجتہد مصیب ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور مخطی ہو یعنی خطا کر جائے تو پھر بھی اس کے لئے ایک اجر ہے۔

مؤلف: ہم ان کے اس ایجاد کردہ شبہ کا اس طرح سے جواب دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کہاں سے اور کیسے کہہ دیا کہ مجتہد مخطی ہو تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

اوّلاً: مخطی کیلئے اجر کوئی بھی نہیں ہے وہ صرف معذور ہے۔

ثانیاً: خود اجتہاد نص کے مقابل میں باطل ہے۔

ثالثاً: اگر اس مسئلے میں اجتہاد کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو آپ لوگ کیوں شیعوں کے اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے ہو جو کہ قرآن و روایات کے تحت ہے اور آپ کا یہ قیاس کرنا خلفاء باطل کا دفاع کرنا ہے ممکن ہے انہوں نے توبہ کر لی ہو بالکل شیطان کے قیاس کی مانند ہے جو اس نے خدا کی اعلیٰ مخلوق آدم کے سامنے کیا تھا یہ کہہ کر کہ: ''اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ''[1]

یعنی میں آدم سے بہتر ہوں کیوں کہ تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے خلق کیا ہے لہٰذا خدا نے اس کے جواب میں فرمایا تھا:

''فَاخْرُجْ مِنْهَا مَا لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ لَمِنَ الصَّاغِرِيْنَ''[2]

یعنی ''اب تو جنت سے نکل جا کہ تجھے ہرگز یہاں تکبر کرنے کا حق حاصل

(۱)۔ سورہ اعراف آیہ ۱۲ (۲)۔ سورہ اعراف آیہ ۱۳

نہیں ہے تو نکل جا کہ بیشک تو ذلیل و رسواء ہونے والوں میں سے ہے۔''

رابعاً: ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں مختلف مقامات پر یوں ارشاد ہوا:

ا۔''لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْماً اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ قَالُوْ مَعْذِرَةٌ اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ''

یعنی: ''تم لوگ ایسی قوم کو کیوں وعظ و نصیحت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرنے یا عذاب دینے کا ارادہ کرلیا ہے اور وہ قوم والے (جھوٹ جھوٹ) یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے یا وہ یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ وہ متقی و پرہیزگار ہیں'' اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ''

یعنی: ''یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا لعنت کرتا ہے اور اندھا و بہرا رکھتا ہے۔

''اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا''

یعنی: ''وہ لوگ قرآن میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے کیا انکے قلوب پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔''

خامساً: محمد و آل محمد علیہم السلام کے بارے میں جو کثرت سے آیات ذکر ہوئی

ہیں مخصوصاً آیہ تطہیر: ''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا'' اور مخصوصاً حدیث ثقلین جو کہ سنی و شیعہ دونوں فریقین کی کتب میں تواتر کے ساتھ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنِّی تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَلَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ''

یعنی: ''میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسرے میرے اہلبیت کہ جب تک ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آ ملیں۔

سادساً: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا''

یعنی: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تم لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے اُمید رکھتے ہیں اور روزِ جزاء پر ایمان رکھتے ہیں اور کثرت سے ذکر خدا کرتے ہیں۔''

نکتہ: کیونکہ اور کسی خاص چیز کو ذکر نہیں کیا گیا ہے لہذا پیغمبرؐ کی زندگی

کا ہر عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے ہمیں آنحضرت کی پوری کی پوری پیروی کرنی ہوگی لہذا ہم پیغمبر کی زندگی میں دعوتِ ذوالعشیرہ سے حجۃ الوداع تک ملاحظہ کرتے ہیں کہ آنحضرت نے صرف اور صرف حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا تو اب صحابہ یا اُمت کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے نبیؐ کی پیروی کو چھوڑ کر دوسروں کے بنائے ہوئے خلفاء کو تو تسلیم کرلیں اور رسول کی طرف سے بحکمِ خدا بنائے ہوئے خلیفہ کو چھوڑ دیں یا چوتھے مقام پر لیجا کر رکھ دیں۔

سید حسن امین کے شبہ کا جواب

سید حسن امین جو کہ پانچ مذاہب کے مفتی اور انگلستان میں یونیورسٹی کے استاد ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اختلافِ مذاہب تنہا دو مذہبوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ممکن ہے خود ایک مذہب کے ماننے والوں کے درمیان میں بھی اختلافات پائے جائیں پھر ابن خلدون کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں معاویہ نے اپنے اجتہاد کے تحت عمل کیا اگرچہ اس میں وہ خطاء کا مرتکب ہوا لہذا وہ اپنے اجتہاد میں خطاء کے باعث بری ہوجائے گا، اسی طرح حسین ابن علی علیہما السلام کے مقابلے میں یزید ابن معاویہ نے اجتہاد سے کام لیا مگر خطاء کا مرتکب ہوا، لہذا وہ بھی اپنے اجتہاد میں خطاء کے باعث بری

ہو سکتا ہے۔

مؤلف: اوّلاً: اجتہاد نص کے مقابل میں باطل ہے۔

ثانیاً: اگر لوگوں کے لئے بعد از وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح راہ کو پانا مشکل تھا تو خود پیغمبرؐ کی معین کردہ راہ کو اپناتے جو آپؐ نے یہ فرمایا: ''اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِیْ'' یعنی: ''میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب الٰہی اور دوسری اپنی عترت کو اگر ان دونوں سے متمسک رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے، تو سید حسن امین اور ابن خلدون اگر مسلمان تھے تو ان کو اتنا تو سوچنا چاہئے تھا کہ امام علی و امام حسین علیہما السلام جو کہ اہلبیت پیغمبرؐ میں شامل ہیں ان کے مقابلے پر آنے والے معاویہ و یزید کو اجتہادی خطا کار قرار دیکر بری کر رہے ہیں جبکہ معاویہ پانچ مرتبہ اپنے باپ ابوسفیان کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں جنگ کو آیا تھا اسے معذور کہہ رہے ہیں۔

سورہ فرقان کی آیہ ۵۴ میں ارشاد ہوا: ''ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا''

یعنی: ''وہی اللہ ہے جس نے پانی سے بشر کو خلق کیا پھر اس میں رشتہ

داری اور دامادی کو قرار دیا اور تمہارا پروردگار ان سب چیزوں پر قادر ہے۔

مؤلف: جیسا کہ تفسیر نور الثقلین و مجمع البیان میں ابن سیدین سے نقل ہے کہ یہ آیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ بشر علی ہیں جو کہ نبی کے چچازاد بھائی بھی تھے اور ان کے داماد بھی اور جب ہم اس آیت ''وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسیٰ الْکِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ اَخَاهُ هَارُوْنَ وَزِیْراً ''یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنایا، اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث: ''یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ ''یعنی: ''اے علی تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔''

مذکورہ آیت و حدیث کو ملا کر یہ نتیجہ نکالنا ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے کہ جس طرح ہارون کو چھوڑ کر قوم والے گوسالہ پرستی میں لگ کر کافر ہو گئے اسی طرح اُمت محمدی میں بھی کچھ لوگ بعد از وفات نبی علیؑ کو چھوڑ کر گمراہ و کافر ہو گئے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا: ''وَنَحْشُرُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمیٰ ☆ فَیَقُوْلُ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمیٰ وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْراً ☆ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیَاتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسیٰ''۔[1]

(۱)۔ سورہ طٰہٰ ۱۲۴۔۱۲۶

ترجمہ: ''ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محشور کریں گے۔'' ☆ ترجمہ: ''وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جب کہ میں دارِ دنیا میں صاحب بصارت تھا۔'' ☆ ترجمہ: ''ارشاد ہوگا کہ اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تو آج تو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔''

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ ☆ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا''۔[1]

ترجمہ: ''یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے۔'' ☆ ''تو کیا یہ لوگ قرآن میں ذرا بھی غور نہیں کرتے ہیں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''

تیسرے مقام پر ارشاد ہوا: ''اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ''۔[2]

ترجمہ: ''کیا یہ برائیوں کی تدبیریں کرنے والے کفار اس بات سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ اللہ اچانک انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان تک اس طرح

(۱)۔ سورۂ محمد آیہ ۲۳۔۲۴ (۲)۔ سورۂ نحل آیہ ۱۶

عذاب آجائے کہ انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔"

☆ چوتھے مقام پر ارشاد ہوا: "إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ"[۱]

ترجمہ: "بے شک مجرمین گمراہی اور دیوانگی میں مبتلاء ہیں" قیامت کے دن یہ آگ پر منہ کے بل کھینچے جائیں گے کہ اب جہنم کا مزہ چکھو"

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از وفات یہ ارشاد فرمایا تھا: "لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَخَلِّفِيْنَ عَنْ جَيْشِ اُسَامَةَ"

یعنی: "اللہ کی لعنت ہو لشکرِ اسامہ سے تخلف کرنے والوں پر، جبکہ اصحاب میں سے کئی افراد نے اس امر میں رسولؐ کی مخالفت کی تھی۔ (ذرا تحقیق کریں کہ وہ کون لوگ تھے؟)

امام زمان علیہ السلام میں پانچ انبیاء کی نشانیاں

محمد بن مسلم ثقفی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور ان سے سوال کیا کہ قائم آل محمد (علیہم السلام) کی کیا نشانیاں ہیں؟ میں نے امام کی خدمت میں پہنچ کر ابھی کوئی سوال نہیں کیا تھا کہ حضرت نے خود سے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ہمارے قائم میں پانچ

---

(۱)۔ سورہ قمر آیہ ۴۷۔۴۸

پیغمبروں کی پانچ نشانیاں ہیں۔ ۱۔ یونسؑ بن متیٰ کی ۔ ۲۔ یوسفؑ بن یعقوبؑ کی ۔ ۳۔ موسیٰ ۔ ۴۔ عیسیٰؑ کی، ۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

امام زمان علیہ السلام کی بعض علامات

کتاب وافی میں (ملا فیض کاشانی) نے کتاب کمال الدین سے نقل کیا ہے کہ سدیر صیرفی امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائم میں تین پیغمبروں کی تین علامات قرار دی ہیں۔

۱۔ ان کی ولادت حضرت موسیٰ کی ولادت کی طرح پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

۲۔ انہیں حضرت عیسیٰ کی سی غیبت حاصل ہوگی۔

۳۔ ان کے ظہور میں تاخیر طوفانِ نوح کے تاخیر ہونے کی مانند، ان کے علاوہ حضرتِ خضر کی مانند طولانی عمر بھی ہمارے قائم کو حاصل ہوگی۔ روای نے پوچھا: فرزند رسولؐ ذرا وضاحت فرمائیں تو حضرت نے فرمایا: جس طرح فرعون نے بیس ہزار سے زیادہ بچے صرف اس لئے قتل کروادیئے کہ کہیں وہ بچہ انہیں میں سے ایک نہ ہو مگر پھر بھی وہ موسیٰ تک دسترسی حاصل نہ کرسکا خدا نے موسیٰ کی حفاظت کی، اسی طرح جب بنوامیہ و بنوعباس کو پتہ چلا کہ ان کی حکومتوں کا زوال ہمارے آخری قائم کے ذریعے ہونا ہے تو انہوں نے ہم سے دشمنی رکھنا

شروع کی اور اپنی شمشیریں آمادہ کرلیں کہ کس طرح اس قائم کے نور کو خاموش کرسکیں۔ مگر خدا جس کے نور کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کی غیبت کے زمانے میں جس طرح یہود و نصاریٰ نے یقین کرلیا کہ عیسیٰ قتل کردیئے گئے ہیں جس کو خداوند عالم نے منع کیا کہ "وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم" یعنی نہ عیسیٰ قتل کیے گئے ہیں اور نہ انہیں سولی پر ہی لٹکایا گیا ہے بلکہ اس امر کو ان پر مشتبہ کردیا گیا ہے۔ غیبتِ قائم کے زمانے میں بھی اس طرح کی باتوں سے لوگ قائم آلِ محمدؐ کی غیبت کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں اور نعوذ باللہ امام عسکری علیہ السلام بے اولاد اس دنیا سے گئے ہیں اور بعض تو اصلاً امام ہی کا انکار کردیتے ہیں۔ اس طرح حضرت نوح کے خرمہ کی گٹھلیوں کے اگانے اور انتظار کرنے اور پھر اس طرح کے سات بار عمل کرنے کے نتیجے میں لوگوں نے نوح پر دیوانے پن کا الزام لگانا شروع کردیا تھا اور دین سے منحرف ہونے شروع ہوگئے تھے۔(۱)

ہمارے قائم کی غیبت کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوگا، جو اپنے ایمان کو مستحکم نہ کرسکیں گے وہ مرتد ہوجائیں گے اور جو اپنے ایمان کو مستحکم کرلیں گے وہ خالص شیعہ ہوں گے جو ہر طرح کے ظلم و جور کے سامنے اپنے عقیدے پر ڈٹے

---

(۱)۔ اور صرف ۴۰، یا ۱۸ افراد باایمان باقی رہ گئے تھے۔

رہیں گے اور خدا قائم کی غیبت کو اتنا طولانی کرے گا کو جو ظاہر میں ادعا ایمانی کرتے ہیں اور باطن میں نفاق رکھتے ہیں وہ بھی کھل کر سامنے آجائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہمارے قائم میں سات انبیاء کی سات نشانیاں ہیں۔

۱۔ حضرتِ نوح کی طرح طویل عمر پانا۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح آپ کی ولادت کا پوشیدہ طریقے سے ہونا۔

۳۔ حضرت موسیٰؑ کی طرح خوف کے ساتھ غیبت میں زندگی گزارنا۔

۴۔ حضرت عیسیٰؑ کی طرح لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف کرنا۔

۵۔ حضرتِ ایوبؑ کی طرح کافی مشکلات کے بعد اذن ظہور ملنا۔

۶۔ حضرت یوسفؑ کی طرح لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے لوگوں کا ان کو نہ پہچاننا۔

۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شمشیر لیکر ظہور کرنا۔

روایت: عبداللہ فضل ہاشمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ فرزند رسول قائم آل محمد علیہم السلام کی غیبت میں کیا مصلحت ہے؟ حضرت نے فرمایا: ان کی غیبت کی علت ان کے ظہور کے بعد ہی معلوم ہوگی جس طرح حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے واقعہ میں خضر نے کشتی میں سوراخ کرنے، جوان کو قتل

کرنے، دیوار کو تعمیر کرنے کی علتیں حضرت موسیٰؑ کیلئے بیان نہیں کیں آخر میں بیان کریں۔ لہٰذا مسئلہ غیبت ایک الٰہی راز ہے جسے جس وقت وہ خود چاہے گا فاش کرے گا اور خدا کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے چاہے کوئی اسے نہ سمجھ سکے۔ البتہ ایک دوسرے مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام حنان بن سدیر کے جواب میں قائم آل محمد علیہم السلام کی غیبت کے اسباب میں سے ایک سبب کو یوں بیان کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں گذشتہ انبیاء کی سنتوں کو پورا کر سکے۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

ایک دفعہ کسی نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کے فرزند اور جانشین کو قائم کیوں کہتے ہیں؟ تو حضرت نے جواب دیا کیونکہ وہ غیبت میں اتنا زیادہ قیام کریں گے ان کی امامت کا اعتقاد رکھنے والوں میں سے اکثر مرتد ہو جائیں گے پھر راوی نے پوچھا فرزند رسول منتظر کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: کیونکہ اس کے مخلص شیعہ اس کے ظہور کے انتظار میں ہوں گے اور انکار کرنے والے انکار کرنے میں مصروف ہوں گے اور اس کے پیروکار نجات پائیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے بارہویں کا نام میرا نام اور رنگ وصورت وعادت واخلاق سب

میری طرح کے ہوں گے اس کا حکم میرا حکم ہے اور اس کا منع کرنا میرے منع کرنے کی مانند ہے وہ ظہور فرما کر دنیا کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اس کے علاوہ بہت سی روایات میں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ آ کر کے ان کی اقتداء کریں گے اور اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اسے اتنا طولانی کرے گا کہ قائم کا ظہور ہو اور وہ اپنے امور کو انجام تک پہنچا سکیں۔

قرآن میں حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارے

۱۔ آیت: ''فَاِنَّمَا یَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِکَ''

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے اس فرضِ محبت کو تمہاری زبانی کے ذریعے سے سہل کر دیا ہے۔'' لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا''[1]

یعنی ''تا کہ تم اس کے ذریعے متقین کو بشارت دے سکو اور جھگڑالو قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرا سکو۔'' اس آیت میں دونوں ضمیر ''بہ'' سے اشارے حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہیں اور ''تبشر'' و ''تنذر'' میں خطاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

۲۔ آیت: ''اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ''[2]

---

(۱)۔ سورہ مریم آیہ ۹۷ (۲)۔ سورہ بلد آیہ ۸۔

ترجمہ ’’کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں قرار نہیں دیں۔‘‘ میں عَیْنَیْن سے اشارہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہے۔

۳۔ آیت: ’’فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ☆ وَمَا اَدْرٰاکَ مَا الْعَقَبَةُ فَکُّ رَقَبَةٍ‘‘[۱]

ترجمہ: ’’اور تم کیا جانو یہ گھاٹی کیا ہے ☆ کسی گردن کا آزاد کرانا۔‘‘ اس آیت میں ’’فک رقبۃ‘‘ میں مراد ولایت حضرت علی علیہ السلام ہے۔[۲]

۴۔ آیت: ’’فَاِنَّمَا یَسَّرْنَاکَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ☆ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُرْتَقِبُوْنَ‘‘[۳]

ترجمہ: ’’پس ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان سے آسان کر دیا ہے کہ شاید یہ لوگ نصیحت حاصل کرلیں ☆ پھر آپ انتظار کریں اور یہ لوگ بھی انتظار کر ہی رہے ہیں۔‘‘ اس آیت میں ’’یسرنا‘‘ سے اشارہ قرآن کی طرف ہے کہ ہم نے اس قرآن کو اے رسول آپ کی زبان کے ذریعے آسان کر دیا ہے اور اگر اس آیت کے ساتھ ’’لسان صدق علیا‘‘ والی آیت کو ملائیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جس طرح یہ قرآن رسول کی زبانی آسان ہے اسی طرح علی کی زبانی بھی آسان ہے اور ’’لعلھم‘‘ سے اشارہ اُمتِ مسلمہ کی طرف ہے۔

---

(۱)۔ سورہ بلد آیہ ۱۲ و ۱۳ (۲)۔ سورہ دخان آیہ ۵۸، ۵۹، (۳)۔ سورہ دخان آیہ ۵۸۔ ۵۹

۵۔آیت: ''یَومَ لایُغْنِی مَولیً عَنْ مَولًی شیئاً ☆ وَلاھُمْ یُنْصَرُوْنَ اِلاَّ مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ''[1] ترجمہ ''جس دن کوئی دوست دوسرے دوست کے کام آنے والا نہیں ہے اور نہ اس کی مدد کی جائے گی ☆ علاوہ اس کے جس پر خدا رحم کرے۔'' اس آیت کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''بِذٰلِکَ عَلِیاً وَشِیعَتِہٖ'' یعنی اس کے مصداق علی اور ان کے شیعہ ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''نَحْنُ وَاللّٰهِ الَّذِیْ اِسْتَثْنیٰ اللّٰهُ فَکُنَّا نُغْنِیْ عَنْھُمْ''

یعنی: اللہ کی قسم ہم اہلبیت پیغمبرؐ ہی وہ افراد ہیں جنہیں اللہ نے اس آیت میں استثنیٰ کیا ہے لہٰذا ہم بقیہ لوگوں سے بے نیاز ہیں۔ روضۃ الکافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ وَاَھْلُ النَّارِ النَّارَ بَعَثَ رَبُّ الْعِزَّۃِ عَلِیّاً فَاَنْزَلَھُمْ مَنَازِلَھُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ فَزَوَّجَھُمْ فَعَلِیٌّ وَاللّٰهِ یُزَوِّجُ اَھْلَ الْجَنَّۃِ فِی الْجَنَّۃِ وَمَا ذٰلِکَ اِلیٰ اَحَدٍ غَیْرَہٗ کَرَامَۃً مِنَ اللّٰهِ عَزَّ ذِکْرُہٗ وَفَضْلاً بِہٖ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْہِ'' یعنی: جب اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت علی علیہ السلام کو بھیجے گا جو اہل بہشت کو بہشت میں ان

(۱)۔سورہ دخان آیہ ۴۱،۴۲

کے ٹھکانوں کی نشاندہی کریں گے اور اللہ کی قسم علی ہی اہل بہشت کی بہشت میں شادیاں کرائیں گے اور یہ وہ مرتبہ ہے جو حضرت کے علاوہ کسی کو حاصل نہ ہوگا یہ خدا کا فضل و کرم ہے جو اس دن حضرت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوگا۔ روایت : کتاب سنن ابن ماجہ کی دوسری جلد کی کتاب حدود میں تین طریقوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ روایت نقل ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

''من حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا''

یعنی جو ہم محمد و آل محمد علیہم السلام پر اسلحہ اٹھائے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے لہٰذا ہم اہل اسلام کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ تاریخ اسلام کی کتابوں کو ذرا جانچ پڑتال کر کے دیکھیں کہ بعد از وفات پیغمبر کن لوگوں نے در بنتِ رسول پر حملہ کیا اور بنت رسول کو طمانچہ مارا، ان کے شکم میں موجود معصوم بچے کو شہید کیا اور علی علیہ السلام کو رسیوں سے جکڑ کر دربار خلافت تک لے گئے مگر علیؑ جیسے شیر خدا نے اسلام و مسلمین کی مصلحت کی خاطر صبر کیا بنتِ رسول فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے کن دو افراد سے ناراضگی کا اظہار کیا اور مرتے دم تک ان سے ناراض رہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ بنتِ رسول مرتے دم تک خلیفہ اول و دوم سے ناراض رہی تھیں اور کیا ایسے افراد صحابی رسول تو دور کی بات ہے مسلمان کہلانے کے قابل ہیں؟ روایت :سنن ابن ماجہ کی دوسری جلد کے باب فضل المدینہ میں ہے کہ

۳۱۱۴ میں ابوھریرہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''مَنْ اَرَادَہٗ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ '' یعنی: جو بھی اہل مدینہ کی طرف بری نیت سے دیکھے گا تو وہ اس طرح سے مٹ کر رہ جائے گا کہ جس طرح نمک پانی میں مل کر ختم ہو جاتا ہے۔

تحلیل: اگر اس حدیث میں اہل مدینہ سے مراد تمام اہل یثرب کو لیا جائے تو یہ صحیح نہیں ہوگا کیوں کہ اہل یثرب میں یہود ونصاریٰ ومجوس وبت پرست ومنافق سب لوگ تھے پیغمبرؐ ان کے بارے میں دلسوزی روا نہیں رکھتے تھے۔

لہٰذا اہل مدینہ سے صرف اہلبیت پیغمبرؐ ہی کو مراد لینا پڑے گا جن کا پیغمبرؐ نے اس روایت میں ارادہ کیا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد بھی ہے'' اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا '' اور یہ حدیث کتب فریقین میں تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔

کیا اسلام میں خواتین کے لئے بھی میراث ہے؟

آیت: '' لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْہُ اَوْ کَثُرَ نَصِیْبًا مَفْرُوْضًا '' ترجمہ: ''اور عورتوں کے لئے بھی ان کے والدین اور اقرباء کے ترکے میں سے ایک حصہ ہے وہ مال بہت بڑا ہو

یا تھوڑا یہ حصہ بطور فریضہ ہے۔"

مؤلف: "اس آیت میں لفظ "للنساء" معرفہ ہے یعنی ایک معین خاتون جس طرح آیہ مباہلہ میں لفظ "نساء" مفرد کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی بنت نبیؐ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا مراد ہیں بلکہ یہاں یوں کہا جائے کہ یہ لفظ "للنساء" خاص طور پر: "خاتون جنت کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ دوسرے مقامات پر قرآن میں عام خواتین کے لئے لفظ "نساء" بغیر الف ولام کے استعمال ہوا ہے مثلاً "وَاِنْ كُنَّ نِسَاءً" "وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ" وغیرہ۔

لہٰذا اس آیت میں جس میراث کا حکم آیا ہے اسے بعض خلفاء نے اپنی طرف سے اس طرح کی حدیث "نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ" یعنی: "ہم گروہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے، گڑھ کر کے حکمِ قرآن کا بھی انکار کیا اور بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان کے حق سے محروم کیا۔ مسند احمد بن حنبل کی تیسری جلد میں جابر بن عبداللہ انصاری کے ذریعہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ روایت نقل ہے کہ آنحضرتؐ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا:

"اَعَاذَكَ اللّٰهُ مِنْ اَمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ: وَمَا اَمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ: اُمَرَاءُ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ لَا يَقْتَدِرُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِي فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاُولٰئِكَ لَيْسُوْا مِنْهُمْ

(۱)۔ سورہ نساء آیہ ۷

وَلَا يَرِدُوْنَ عَلٰی حَوضِی وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَاُولٰئِكَ مِنِّی وَاَنَا مِنْهُمْ وَسَيَرِدُوْنَ عَلٰی حَوضِیْ''

یعنی '': اے کعب بن عجرہ خدا تمہیں سفیہ لوگوں کی حکمرانی سے بچائے، کعب کہتے ہیں یارسول اللہ ﷺ سفیہ لوگوں کی حکمرانی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: ''یعنی جو ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرنا، ان کے ظلم میں ان کی مدد کرنا، اور جو بھی ایسا کرے گا وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں اور ایسا شخص میرے حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات بھی نہیں کر سکے گا، اور جو ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد نہیں کرے گا، وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور ایسا شخص میرے حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کرے گا۔''

الزہرا پبلشرز کی مطبوعات

۱۔ اعمالِ عاشورا (زیارت وارثہ، اربعین)

۲۔ Slected Sura's & Dua's

۳ فاتحۃ الکتاب (آیت اللہ دستغیب شیرازی)

۴۔ پیامِ ہدایت (علامہ سید محمد تقی نقوی۔ ملتان)

۵۔ جمالستانِ سائنس (پروفیسر ڈاکٹر سید مشتاق حسین)

۶۔ صراطِ مستقیم کی شناخت (ابوالفضل یغمانی)

۷۔ راہِ نجات (منتخب دعاؤں اور زیارات کا مجموعہ)

۸۔ قرآن میں تذکرۂ آلِ اطہار علیہم السلام (آیت اللہ علی محمدی زنجانی اربانی)

۹۔ احادیثِ فاطمۃ الزہراء (س) (آیت اللہ سید محمد دشتی)

۱۰۔ علومِ قرآنی (زیرِ طبع) (آیت اللہ ہادی معرفت دام ظلہ)

۱۱۔ DUA (The Hotline) (Mohammad Ali Seyyed)

۱۲۔ جسم کے عجائبات (اشاعتِ دوم) (زیرِ طبع) (محمد علی سید)

۱۳۔ طہارتِ روح (زیرِ طبع) (شہید مرتضیٰ مطہری)

۱۴۔ آفتابِ زمانہ (زیرِ طبع) (شیخ صدوق)

۱۵۔ عملِ ام داؤد (زیرِ طبع)

۱۶۔ اعمالِ عرفہ (زیرِ طبع)

۱۷۔ شیرِ خدا کے فیصلے (زیرِ طبع)

۱۸۔ تعقیباتِ نماز (زیرِ طبع)

ملنے کا پتہ: **الزہرا پبلشرز اینڈ سی ڈی سینٹر**

3۔ افشاں آرکیڈ، سولجر بازار نمبر 3 نزد سگنل، کراچی

Designed & printed by: M. Arshad Tarar Cell: 0301-2582800 (S. K. Print-o-Graph)